عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۲۵/رجب تا ۲/شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸تا۱۵/اگست ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۳۰

قیمت ۷ روپے

اللہ کی ناراضی کا وبال

آزادی کے بعد مدارس اسلامیہ کی خدمات

امام ابو یوسف کی وصیتیں

بدیہیات قرآن کریم

ان کی حکمتیں اور فائدے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

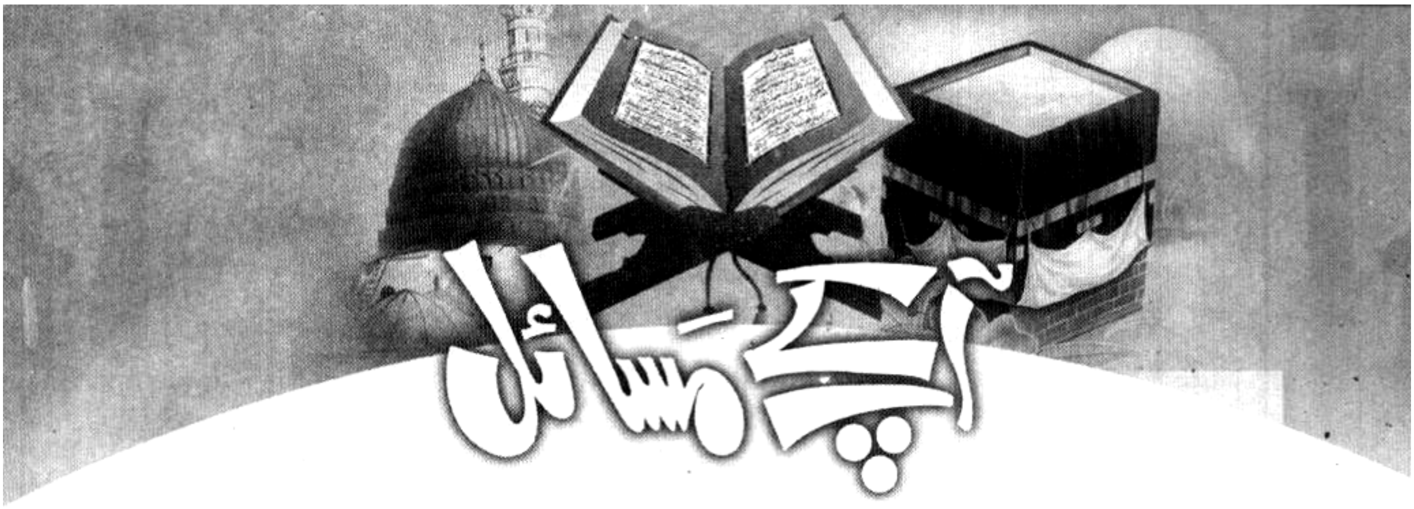

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں:

س:...... جیسا کہ احادیث وقرآن کی روشنی میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، اب ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کون سے آسمان پر ہیں؟ اور ان کے انسانی ضروریات کے تقاضے کیسے پورے ہوتے ہوں گے، مثلاً: کھانا پینا، سونا جاگنا، اور انس و الفت؟ اور دیگر اشیاء ضرورت انسان کو کیسے ملتی ہوں گی؟ وضاحت کرکے مطمئن کریں۔

ج:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ اٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں دوبارہ زمین پر نازل ہونا تو اسلام کا قطعی عقیدہ ہے، جس پر امت کا اجماع ہے۔ حدیثِ معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دوسرے آسمان پر ملاقات ہوئی تھی۔ آسمان پر مادی غذا اور بول و براز کی ضرورت پیش نہیں آتی، جیسا کہ اہلِ جنت کو ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جو جادو یا سفلی عمل کو حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے:

س:...... کوئی آدمی یا عورت کسی پر تعویذ، دھاگا، سفلی عمل یا پھر جادو کا استعمال کرے اور اس کے اس عمل سے دوسرے آدمی کو تکلیف پہنچے یا پھر اگر وہ آدمی اس تکلیف سے انتقال کر جائے تو خداوند تعالیٰ کے نزدیک ان لوگوں کا کیا درجہ ہوگا چاہے وہ تکلیف میں ہی مبتلا ہوں یا انتقال ہوجائے؟ کیونکہ آج کل کالے عمل کا رواج زیادہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

عروج کر رہا ہے، لہٰذا مہربانی فرماکر تفصیل سے لکھئے تاکہ یہ کالے دھندے کرنے اور کرانے والوں کو اپنا انجام معلوم ہوسکے۔ اللہ ان لوگوں کو نیک ہدایت دے۔ آمین۔

ج:...... جادو اور سفلی عمل کرنا، اس کے بدترین کبیرہ گناہ ہونے میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جادو کرنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ اگر اس کو حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے اور اگر حرام اور گناہ سمجھ کر کرے تو کافر نہیں، گنہگار اور فاسق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے سفلی اعمال سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔ یہ بھی فقہائے امت نے لکھا ہے کہ اگر کسی کے جادو اور سفلی عمل سے کسی کی موت واقع ہوجائے تو یہ شخص قاتل تصور کیا جائے گا۔

دست شناسی اور اسلام:

س:...... اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... ان چیزوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے؟

س:...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کب اسلام لائے اور کس موقع پر ایمان لائے تھے؟ تفصیل سے تحریر کریں۔

ج:...... مشہور تو یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، لیکن "الاصابہ" (۳/۴۳۳) میں واقدیؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لائے تھے لیکن اپنے اسلام کا اظہار فتح مکہ کے موقع پر کیا۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد: ۲۶ شمارہ: ۳۰ ۲۵/رجب تا ۲/شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵/اگست ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

اللہ کی ناراضی کا وبال	اداریہ	۴
بدیہیات قرآن کریم......		
ان کی حکمتیں اور فائدے	مولانا محمد عارف جمیل مبارکپوری	۷
امام ابو یوسف کو وصیتیں	مولانا محمد ناظم الدین قاسمی	۱۱
امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے کارنامے	حافظ محمد امین	۱۴
آزادی کے بعد مدارس اسلامیہ کی خدمات	مولانا محمد جسیم الدین	۱۷
مجدد کی شناخت	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	۲۳
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۵

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

اللہ کی ناراضی کا وبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

مشہور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو اس سے عقل و فہم اور شعور و ادراک بھی چھن جاتا ہے' چنانچہ ایسے شخص کو حق و باطل' سچ جھوٹ اور جائز و ناجائز کی تمیز اور فرق و امتیاز تک نہیں رہتا' اس کی آنکھیں ہوتی ہیں مگر ان میں بصیرت نہیں ہوتی' اس کے کان ہوتے ہیں مگر وہ حق کی سماعت سے محروم ہوتے ہیں' جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: ''ولهم اعين لايبصرون بها ولهم اذان لايسمعون بها ۔'' (اعراف:۱۷۹)...... اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں......

اسی طرح اس کے پاس دل و دماغ ہوتے ہیں مگر وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتا ہے' وہ دلائل و براہین کا مشاہدہ کرتا ہے مگر ان سے استفادہ نہیں کرسکتا' اس کے پاس علم ہوتا ہے مگر وہ اس سے نشان راہ نہیں پاسکتا' غرض اس کے پاس تمام ظاہری اسباب ہوتے ہیں' مگر وہ ان سے مستفید ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

صرف یہی نہیں بلکہ وہ اپنے ہاتھوں سے پتھر کی مورتیاں بناتا اور برش کی مدد سے تصویر تیار کرتا ہے' پھر خود ہی ان کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتا ہے' اور وہ جو اپنے وجود میں دوسروں کے محتاج ہیں' ان ہی سے وہ اپنی ضرورتیں اور حاجتیں مانگتا ہے' اور ان کو ہی اپنا حاجت روا اور مشکل کشا مانتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس کا دل و دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل و بصیرت! بلکہ اس کے تمام اعضاء صحیح سالم اور تندرست ہونے کے باوجود بھی بے کار ہوتے ہیں۔

ہاں! ہاں! وہ کھلی آنکھوں سب کچھ دیکھتا' مشاہدہ کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ غلط ہے' مگر وہ غلط کو غلط نہیں کہہ سکتا' اسی طرح وہ دلائل و براہین کا مشاہدہ کرتا ہے' مگر اعتراف حق سے قاصر رہتا ہے' وہ باطل عقائد و غلط نظریات کو غلط جانتا اور سمجھتا ہے مگر اپنے اندر اس کے اظہار کی قوت و قدرت نہیں پاتا۔

کفر و اسلام' مسلم و کافر اور حق و باطل کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے تو آپ کو اس کی لاتعداد مثالیں اور بے شمار نظیریں مل جائیں گی' دور کیوں جایئے! خود قرآن کریم اور احادیث مبارکہ ایسی مثالوں سے پُر ہیں' کون نہیں جانتا کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ نبوت و رسالت میں سچا جانتے تھے' اور وہ صداقت قرآن کریم کے بھی دل سے معترف تھے' مگر بایں ہمہ زندگی بھر وہ اس کا اظہار نہیں کرسکے' اس لئے کہ ان کی بداعمالیوں اور گستاخیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہوگئے تھے' اور ان کے دلوں پر مُہر لگ گئی تھی' جیسا کہ ارشاد ہے:

''ختم الله علی قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة' ولهم عذاب عظیم۔'' (البقرہ:۷)

ترجمہ: ''...... مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے' اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔''

گویا جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی تو وہ حق بات کی طرف متوجہ ہونے' سننے اور سمجھنے سے محروم ہوگئے' اسی طرح آنکھوں پر پردہ آجانے کی وجہ سے وہ راہِ حق دیکھنے سے محروم ہوگئے۔

مگر جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس مہر کا سبب ان کی بدعملیاں اور ان کے کرتوت ہی تھے' جیسا کہ قرآن کریم میں متعدد جگہ کفار کا اپنا یہ اعتراف موجود ہے:

الف:...... ''وقالوا قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی اٰذاننا وقر......'' (فصلت:۵)

ترجمہ: ''اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں' اس بات سے جس کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے۔''

ب:...... ''وقالوا قلوبنا غلف' بل لعنهم الله بکفرهم۔'' (بقرہ:۸۸)

ترجمہ: ’’اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر غلاف ہیں‘ بلکہ لعنت کی ہے اللہ نے ان کے کفر کے سبب۔‘‘

ج:.....’’قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر۔‘‘ (ملک:۱۰)

ترجمہ: ’’اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں۔‘‘

اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان کی اس خوئے بد کا بھی تذکرہ ہے کہ وہ ارشادات الٰہیہ اور آیات قرآنیہ سنتے تھے‘ مگر سنی ان سنی کر کے چلے جاتے تھے‘ ملاحظہ ہو:

الف:.....’’ان تدعوھم لا یسمعوا دعائکم ولو سمعوا ما استجابو الکم۔‘‘ (فاطر:۱۴)

ترجمہ: ’’اگر تم ان کو پکارو‘ سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر سنیں‘ پہنچیں نہیں تمہارے کام کو۔‘‘

ب:.....’’یسمع آیات اللہ تتلیٰ علیہ ثم یصر مستکبراً کان لم یسمعھا۔‘‘ (جاثیہ:۸)

ترجمہ: ’’سنتا ہے باتیں اللہ کی‘ جو اس کے پاس پڑھی جاتی ہیں‘ پھر ضد کرتا ہے غرور سے گویا سنا ہی نہیں۔‘‘

اگر موجودہ دور میں کسی نے اللہ کی لعنت‘ غضب اور پھٹکار کا مورد و مصداق‘ یا اپنی بدعملیوں اور کرتوتوں کے سبب مسخ قلوب اور مسخ فطرت قوم دیکھنی ہو تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ’’امت‘‘ کی تاریخ پڑھے‘ ان کے ’’بڑوں‘‘ کے ’’کارناموں‘‘ کا مطالعہ کرے اور ان کے ’’معتقدین‘‘ کی اندھی عقیدت کا مشاہدہ کرے جس سے اس کو اندازہ ہوگا کہ جن لوگوں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ جائے یا جن کی آنکھوں پر پردے پڑ جائیں وہ کیسے ہوتے ہیں؟ اس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوگی کہ قادیانی اپنے ’’بڑوں‘‘ کے غلیظ اور بھیانک کرتوت دیکھنے کے باوجود ان سے کیوں چپکے ہوئے ہیں؟

حیرت ہے کہ ان کے ’’بڑے‘‘ برسر منبر‘ کھلے عام اپنی زناکاریوں کی داستانیں سناتے ہیں‘ اخبارات میں شائع کرتے ہیں‘ مگر ان کے معتقدین کو ان سے نفرت ہوتی ہے اور نہ گھن آتی ہے‘ ان کے بڑے اپنے حیض‘ حمل‘ وضع حمل کا اعلان کرتے ہیں مگر ان کے ماننے والے پھر بھی ان کو مرد جانتے ہیں‘ ان کے بڑے کشف کی اوٹ میں نہایت ڈھٹائی سے اپنی مفعولیت اور نقل کفر‘ کفر نباشد.....نعوذ باللہ.....اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ’’اظہار رجولیت‘‘ کا اعلان کرتے ہیں‘ مگر ان کے معتقدین کی عقیدت میں کوئی فرق نہیں آتا‘ صرف اور صرف اس لئے کہ ان کی فطرتیں مسخ ہو چکی ہیں‘ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔

دل پر پتھر رکھ کر اور اپنے اوپر جبر کرتے ہوئے ذیل میں اس سلسلہ کی چند تصریحات نقل کی جاتی ہیں‘ پڑھئے اور سوچئے کہ کیا ان کرتوتوں کے حامل افراد اس قابل ہیں کہ ان کو ایک شریف انسان تصور کیا جائے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ان کو نبی‘ رسول‘ مسیح موعود‘ مہدی موعود یا ولی اللہ سمجھنے والوں کو کیا نام دیا جائے؟ مرزائی تصریحات ملاحظہ ہو:

الف:.....لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا ہے کہ ہم سلسلہ کے خادم ہیں‘ اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے‘ اس میں یہ تحریر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں‘ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا؟ پھر لکھا ہے‘ ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے‘ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے‘ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے‘ اس اعتراض سے پتا لگتا ہے کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے‘ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ نبی اللہ تھے‘ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے وہ آپ کو صرف ولی مانتے ہیں۔‘‘ (روزنامہ ’’الفضل‘‘ قادیان دارالامان‘ ۳۱/اگست ۱۹۳۸ء)

قادیانی قیادت اور امت کا دل گردہ دیکھئے! کہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے اور اپنے ابا سے متعلق جو کچھ کہا‘ قادیانی بزرجمہروں نے اس کو اٹھا کر بلا کم و کاست روزنامہ ’’الفضل‘‘ قادیان میں شائع کر دیا۔

ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی یا اس کا خلیفہ زنا کرتا تھا‘ ہمیں تعجب اس پر ہے کہ قادیانی امت اپنے بڑوں کے اس غلیظ کردار سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی ان کو ’’نبی‘ رسول‘ مسیح موعود‘ مہدی موعود‘ ولی اللہ اور خلیفۃ اللہ‘‘ مانتی ہے‘ گویا قادیانی امت کے ہاں‘ زناکاری‘ بدکاری‘ فحاشی اور عریانی کوئی جرم ہی نہیں‘ بلکہ نعوذ باللہ! قادیانی امت کی شریعت میں یہ اوصاف نبوت‘ کمالات مہدویت اور خصائص خلافت میں سے ہیں۔

ب:...... ”جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ کو اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا' سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے......“

(اسلامی قربانی ص:۱۲' ریاض ہند پریس امرتسر)

کیا کوئی عقل مند اور باغیرت انسان اپنے بارہ میں ایسے احساسات وتاثرات گوارا کرسکتا ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو اس غلاظت وگندگی سے وراء الوراء ہے اور ایسا تصور بھی بدترین کفر ہے' تاہم مندرجہ بالا کشف سے اس کا شبہ ضرور ہوتا ہے کہ کہیں مرزا صاحب اس غلیظ فعل کے عادی مجرم نہ رہے ہوں؟ جب ہی تو ان کو اس قسم کے کشف ہوتے تھے کہ نعوذ باللہ!...... نقل کفر کفر نباشد...... اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ وہی کام کیا ہے جو کوئی مرد کسی خاتون سے کیا کرتا ہے۔ ہمارے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب نے اپنے بارہ میں فرمایا ہے کہ ان کو حیض آتا ہے اور دس ماہ تک وہ حاملہ بھی رہے...... جیسا کہ آگے آرہا ہے...... جس کا معنی یہ ہے کہ ان میں نسوانی صفات تھیں' ظاہر ہے کہ کسی خاتون کو ایسے ہی کشف اور خواب آیا کرتے ہیں' لہٰذا مرزا صاحب کو اس میں معذور جاننا چاہئے البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ مرزا صاحب سے اظہار رجولیت کا کام کسی اور نے نہیں' شیطان نے کیا ہوگا۔

ج:...... ”اس (اللہ' ناقل) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا' پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں' میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا' پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے: مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں' بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے' مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا' پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔“ (کشتی نوح ص:۵۲' روحانی خزائن ج:۱۹' ص:۵۰)

اگر کسی آدمی میں سلامتی فکر ہو تو وہ سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی کوئی مرد بھی کبھی حاملہ ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے' تو کیا وہ مرد' مرد کہلانے کا مستحق ہوگا؟ اگر نہیں تو پھر مرزائیوں کے ذمہ لازم ہے کہ بتلائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مرد تھا یا عورت؟

ایسا شخص جو ایسی بے سروپا اور خالص مجنونہ باتیں کرے' یا ایسی غلیظ گفتگو کرتا ہو' کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کو اپنا مذہبی راہ نما قرار دیا جائے؟ کیا ایسے شخص کی طرف کوئی آدمی اپنی نسبت کرنا گوارا کرسکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا کہا جائے کہ مرزائی امت میں سوچنے' سمجھنے' دیکھنے اور سننے کی صلاحیت باقی ہے؟ یا ان کے دلوں' کانوں پر مہر لگ چکی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑ چکے ہیں؟

د:...... ”بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے' مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا' جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے' ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے' یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے' مگر بچہ کا جسم اس سے تیار ہوتا ہے۔“ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۱۴۳' روحانی خزائن ج:۲۲' ص:۵۸۱)

گویا مرزا صاحب اس کا تو اعتراف فرماتے ہیں کہ مجھے حیض آتا تھا' مگر نامعقول بابو الٰہی بخش اب وہ حیض دیکھنا چاہتا ہے' لیکن اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب وہ حیض' حیض نہیں رہا بلکہ بچہ بن چکا ہے' لیکن حیرت ناک بات یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا حیض مرزا غلام احمد کی شکل میں ظہور پذیر ہوگیا! کیا ایسے شخص کو نبی ماننے والوں یا اس کی طرف نسبت کرنے والوں کی عقل ودانش سلامت ہے؟ یا مرزا کی ”برکت“ سے اب وہ بھی اسی رنگ میں رنگے جاچکے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ پوچھنا گستاخی تو نہ ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی کسی قادیانی کو حیض آتا ہے؟ اگر آتا ہے تو وہ بھی مریم بنا؟ اگر بنا تو اس سے یقیناً بچے بھی پیدا ہوتے ہوں گے' سوال یہ ہے کہ موجودہ قادیانی نسل قادیانی مردوں کے حیض کی پیداوار ہے یا قادیانی خواتین کی؟ اگر یہ کام خیر سے قادیانی مرد انجام دے رہے ہیں تو اب ان کی خواتین کا کیا مصرف ہے؟ پھر یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ اگر مرد ہی سارے کام انجام دے رہے ہیں تو ان کو خواتین سے نکاح وبیاہ کی ضرورت ہے؟ یا وہ خود کفیل ہوگئے ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار!

یہ ہے قادیانی عقل وشعور کا ماتم' جس پر چاہتے ہوئے بھی نہیں رویا جاسکتا۔ اے اللہ! قادیانیوں کو ہدایت نصیب فرما اور ان کو مرزا غلام احمد قادیانی کے چنگل سے نجات عطا فرما۔ آمین۔

بدیہیاتِ قرآن کریم

ان کی حکمتیں اور فائدے

مولانا محمد عارف جمیل مبارکپوری

بدیہیات کی تعریف:

بدیہیات: عربی لفظ ''بداہت'' سے ماخوذ ہے' جس کے معنی: کسی چیز کا ابتدائی حصہ' یک لخت در پیش امر۔

بدیہی: ایسا مسئلہ جس کو مان لیا گیا ہو' اس کو منوانے کے لئے' اس سے بسیط مسائل کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس نہ ہو' مثلاً کسی چیز کے آدھے حصے' برابر' برابر ہوتے ہیں۔ بدیہی ایسی چیز ہوتی ہے' جس کا حصول نظر واکتساب پر موقوف نہیں ہوتا۔

ابن حزم نے معارف وعلوم نفس کو شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک قسم وہ ہے' جس کا ادراک' حواس خمسہ کے ذریعہ ہو' پھر معرفت وادراک کی چھٹی قسم شمار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: جس کا علم' بدیہیات کے ذریعہ ہو۔ ابن حزم نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ جیسے: جزو' کل سے چھوٹا ہوتا ہے' کوئی چیز اپنی ضد کے ساتھ یکجا نہیں ہوتی اور یہ کہ کسی بھی فعل کے لئے فاعل کا ہونا ضروری ہے۔

لیکن یہاں پر بدیہیات' مسلمات اور یقینیات کے مابین' فرق' کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے' لہٰذا ذیل میں مسلمات اور یقینیات کی تعریف ذکر کی جاتی ہے' نیز یہ کہ ان دونوں کا اول الذکر سے کیا تعلق ہے:

مسلمات:

شریف جرجانی اس کی تعریف میں رقم طراز ہیں:

''ایسے قضیے' جو فریق مخالف کی طرف سے تسلیم شدہ ہوں اور فریق مخالف کی تردید کے لئے گفتگو کی بنیاد ان پر رکھی جائے' خواہ یہ قضیے' فریقین کے درمیان مسلم ہوں یا عام اہل علم کے مابین' جیسے فقہاء کے یہاں اصول فقہ کے مسائل کا مسلم ہونا۔''

مسلمات اور بدیہیات کے مابین نسبت:

ان دونوں میں عموم وخصوص کی نسبت ہے' ہر بدیہی ''مسلم'' ہے' لیکن ہر ''مسلم'' بدیہی نہیں' یعنی مسلمات' بدیہیات سے عام ہیں۔

یقینیات:

یقین: وہ اثر ہے' جو بداہت' دل کے اندر چھوڑتی ہے' یا وہ اندرونی شعور جو دل کے اندر پیدا کرتی ہے۔

مسلمات کی مثال:

''معاد'' کے منکرین کے رد میں مبدأ (آغاز وابتداء) سے استدلال کرنا'

جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

''قال من یحیی العظام وھی رمیم۔ قل یحییھا الذی انشأھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم۔''

(یٰسین:۷۸)

ترجمہ: ''کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصاً) جبکہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں کون زندہ کرے گا' آپ جواب دیجئے کہ ان کو وہ زندہ کرے گا' جس نے اول بار ان کو پیدا کیا اور وہ سب طرح پیدا کرنا جانتا ہے۔''

بدیہیات کی مثال:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

''ولا طائر یطیر بجناحیہ۔''

(سورۂ انعام:۳۸)

ترجمہ: ''اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے۔''

یہاں پر اول وہلہ میں یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ پرندہ اپنے بازوؤں کے ذریعہ ہی اڑتا ہے' پھر بھی ''بجناحیہ'' کا اضافہ کیا گیا' اب یہاں پر غور وفکر کی ضرورت ہے کہ بدیہی ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم نے اس کا ذکر کیا تو آخر اس میں کیا حکمت پنہاں ہے۔

بدیہیات کی انواع واقسام:

بدیہیات کی چند اقسام ہیں:

۱:......حسابی بدیہیات: مثلاً اللہ تعالیٰ نے: ''فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم'' کے بعد فرمایا: ''تلک عشرۃ کاملۃ'' (سورۂ بقرہ:۱۹۶)

۲:... لغوی بدیہیات: مثلاً فرمان باری ہے: ''فخر علیھم السقف من فوقھم'' (سورۂ نحل:۲۶)

ظاہر ہے کہ چھت اوپر ہی سے گرے گی۔

۳:..... عادی بدیہیات: کسی چیز کو اس کے لازم یا اس کے آلہ و واسطے کے ساتھ ذکر کرنا' کسی چیز کا اثبات اور اس کی نقیض کی نفی کرنا' کسی چیز کا حکم دینا اور اس کی ضد سے روکنا' یا جملہ خبریہ جس کا ثبوت قطعی ہو۔ اس کی مثال: "ویقتلون النبیین" کے بعد "بغیر الحق" (سورۂ بقرہ:۶۱) اس لئے کہ انبیاء کا قتل ناحق ہونا لازم ہے۔

نیز فرمان باری ہے: "فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم" (سورۂ بقریہ:۳۸) لکھنا ہاتھ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

نیز فرمان باری ہے: "ولا طائر یطیر بجناحیہ" (سورۂ انعام:۳۸) اڑنا' بازوؤں کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔

بدیہیات کے درجے:

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ بدیہیات میں ظہور و وضاحت مختلف درجے کی ہوتی ہے' کبھی کبھی تو وضاحت اس درجہ زیادہ ہوتی ہے کہ ہر کس و ناکس اس کو سمجھ لیتا ہے جیسے فرمان باری: "ولا طائر یطیر بجناحیہ" کہ کوئی بھی قرآن پڑھنے والا' اس کی مزید توضیح کی ضرورت محسوس نہیں کرتا' لیکن بسا اوقات بدیہیات میں اس درجہ وضاحت نہیں ہوتی' بلکہ اول وہلہ میں آدمی یہ سمجھ نہیں سکتا کہ یہ بدیہی ہے' لیکن توضیح و تشریح کے بعد' اس کی سمجھ میں آجاتا ہے' اور ایسا ممکن ہے کہ بدیہی ہوتے ہوئے بھی ہر کس و ناکس کے لئے واضح نہ ہو' مثلاً سورج کی روشنی کا کوئی انکار نہیں کرسکتا' لیکن بسا اوقات آدمی اس کو نہیں دیکھ سکتا' یا اس لئے کہ کوئی آڑ اور پردہ حائل ہے یا خود دیکھنے والے کی آنکھ میں کوئی قصور اور نقص ہے۔

اس قسم کی بدیہیات کی مثالیں: فرمان باری تعالیٰ ہیں:

۱:..... "او کصیب من السماء" (سورۂ بقرہ:۱۹)

ترجمہ: "جیسے بارش آسمان کی طرف سے"

۲:..... "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً" (سورۂ اسرأ:۱)

ترجمہ: "وہ پاک ذات ہے' جو اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شب کے وقت لے گیا۔"

۳:..... "ولا تعثوا فی الارض مفسدین" (سورۂ بقرہ:۶۰)

ترجمہ: "اور مت نکلو فساد (فتنہ) کرتے ہوئے زمین میں۔"

یہاں "من السماء' لیلاً" اور "مفسدین" بدیہی ہیں' لیکن ہر کوئی اسے فوری طور پر سمجھ نہیں سکتا' البتہ اگر یہ وضاحت کردی جائے کہ "صیب" لغوی اعتبار سے آسمان ہی سے ہوتی ہے' "اسرأ" رات میں لے جانے کا نام ہے اور "عثو" حد درجہ فساد انگیزی ہے' تو ان کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

ایک دوسری بات یہ ہے کہ مفسرین کرام' بدیہیات کے جو فائدے اور حکمتیں ذکر کرتے ہیں' ان میں اختلاف ہوسکتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک غلط' دوسرا صحیح' کیونکہ ہر مفسر اپنی اپنی صلاحیت واستعداد اور قرآن فہمی کی روشنی میں یہ فائدے ذکر کرتا ہے' اور یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں فائدے درست ہوں' ان میں فی الواقع کوئی تعارض و اختلاف نہ ہو۔

سورۂ فاتحہ اور بدیہیات:

اس سورۃ میں تین مقامات پر بدیہیات ہیں: فرمان باری تعالیٰ ہے:

"الحمد للہ رب العالمین' الرحمٰن الرحیم' مالک یوم الدین۔"

ترجمہ: "سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں' جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے' جو بڑے مہربان' نہایت رحم والے ہیں' جو مالک ہیں روز جزا کے۔"

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "مالک یوم الدین" کا مطلب پہلے ٹکڑے "رب العالمین" سے سمجھ میں آرہا تھا' اس کے ذکر کرنے کی بظاہر ضرورت نہ تھی' اس لئے کہ "رب" کا معنی: مالک متصرف ہے' اور "عالمین" سے مراد بقول زجاج: دنیا و آخرت کی ساری کائنات ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے اس کی تصحیح کی اور ابن کثیرؒ نے اس کو نقل کیا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے "رب العالمین" دنیا و آخرت کی ہر چیز کا مالک ہوگا' لہٰذا اس کے بعد "مالک یوم الدین" کے ذکر میں کیا حکمت ہے؟ اس کے جواب میں مشہور مفسر ابوحیان لکھتے ہیں:

"قرآن کریم میں (کبھی کبھی) پہلے عام پھر خاص کو ذکر کیا جاتا ہے' مثلاً: "الخالق الباری المصور" (سورۂ حشر:۲۴) کہ لفظ "خالق" عام ہے' اس کے بعد "المصور" کا ذکر صنعت و حکمت کی وجوہات بیان کرنے کے لئے فرمایا: اس کی ایک مثال "الذین یؤمنون بالغیب" کے بعد "وبالآخرۃ ھم یوقنون" ہے۔ آگے رقمطراز ہیں:

"اور خاص طور پر اس اضافہ کا فائدہ (حالانکہ اللہ تعالیٰ سارے زمان و مکان اور اس کی تمام موجودات کا مالک ہے) یہ ہے

کہ اس میں اس روز درپیش اہم امور اس کی ہولناکیوں اور سختیوں پر تنبیہ ہو کہ اس دن سب لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہوں گے اور جلد از جلد حساب وکتاب' نیک وبد کا فیصلہ اور اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ جانے کے لئے سفارش کریں گے' یا اس بات پر تنبیہ ہے کہ اس دن وہ تمام چیزیں (جن کا اللہ تعالیٰ نے عارضی طور پر اپنے بندوں کو مالک بنادیا تھا) اسی کی طرف لوٹ جائیں گی اور کسی کی ملکیت باقی نہیں رہے گی۔"

یہ تو اس لحاظ سے ہے کہ "رب" مالک کے معنی میں ہے' لیکن ابن عاشور نے اس کا ایک دوسرا جواب دیا ہے' وہ اپنی تفسیر "التحریر والتنویر" میں رقم طراز ہیں:

"ظاہر تر یہ ہے کہ یہ لفظ (رب) اس "رَبَّہ" سے ماخوذ ہے' جو تربیت دینے اور انتظام کرنے کے معنی میں ہے نہ کہ اس "رَبَّہ" سے جو مالک ہونے کے معنی میں ہے' اس لئے کہ پہلا معنی اس جگہ کے زیادہ لائق ہے' کیونکہ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کی تربیت کرنے والا' ان کے امور کا منتظم اور ان کو آخری کمال تک پہنچانے والا ہے' نیز اس لئے کہ اگر اس کو "مالک" کے معنی میں لیں تو اس کے بعد "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" کا ٹکڑا تاکید کی طرح ہوگا اور تاکید خلاف اصل ہے' یہاں اس کی ضرورت نہیں' البتہ یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ "عالمین" کا لفظ صرف دنیا کے "عالم" کو شامل تھا' لہٰذا یہ بتانے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ دنیا کا مالک اور آخرت کا بھی مالک ہے۔"

۲:..... اس سورۃ میں بدیہیات کا دوسرا مقام یہ دونوں آیتیں ہیں:

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ"

ترجمہ: "بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا' رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا۔"

یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ "صراط مستقیم" ان لوگوں کے راستہ سے الگ ہے' جن پر اللہ کا غضب ہوا یا جو گم گشتہ راہ ہیں' بلکہ یہ ان لوگوں کا راستہ ہے' جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا' پھر جو چیز قطعی طور پر معلوم تھی' اس کی تصریح کی ضرورت کیوں پڑی' اس میں کیا حکمت پنہاں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ "صراط الذین......" والا ٹکڑا' ماقبل "الصراط المستقیم" سے بدل ہے' یا عطف بیان اور اس میں دو فائدے ہیں:

اول:...... بندوں کی طرف سے جو درخواست پیش ہوئی' اس کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ انہیں جس راستہ کی راہ نمائی کی جائے وہ نجات کا ذریعہ' واضح' آسان اور سہل ہو' رہا یہ کہ یہ ان لوگوں کا راستہ ہو' جس پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا' تو یہ ایک زائد بات تھی' جس سے اس کی فضیلت عیاں ہوتی ہے۔

دوم:...... مشہور مفسر زمخشری رحمہ اللہ اپنی تفسیر "الکشاف" میں رقم طراز ہیں:

"اگر یہ سوال کریں کہ بدل کا فائدہ کیا ہے؟ اس طرح (فعل کے اعادہ کے ساتھ) "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ" کیوں نہیں فرمایا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تاکید ہے' اس لئے کہ اس میں دوبارہ ذکر کرنا اور یہ بتانا ہے کہ راہ مستقیم کی تشریح وتوضیح: "صراط مسلمین" ہے اور اس طرح مسلمانوں کے راستہ کے حق میں' نہایت اعلیٰ اور تاکیدی انداز میں' استقامت اور سیدھا ہونے کی گواہی ہوگی' جیسے آپ کہتے ہیں: کیا میں آپ لوگوں میں سب سے زیادہ کریم اور صاحب فضل شخص نہ بتاؤں' یعنی فلاں؟ اس شخص کے لئے فضل وکرم کا وصف بیان کرنے میں یہ انداز اس سے بلیغ ہے کہ آپ کہیں: کیا میں آپ کو فلاں شخص نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ فضل وکرم والا ہے؟ اس لئے کہ پہلے اسلوب وانداز میں موصوف کا تذکرہ اولاً اجمالی طور پر بھی آپ نے "فلاں" کے لفظ کو سب سے زیادہ فضل وکرم والے کے لئے تفسیر کے طور پر استعمال کیا' اس طرح آپ نے اس کو فضل وکرم میں سب سے نمایاں شخصیت قرار دی' گویا آپ یوں کہنا چاہتے ہیں: جسے ایسے شخص کی تلاش ہو' جس میں یہ دونوں صفات یکجا ہوں تو فلاں کے پاس جائیے' اس لئے کہ وہی معین طور پر بلا نزاع واختلاف' دونوں صفات کے ساتھ بیک وقت متصف ہے۔"

ابوحیان رقم طراز ہیں:

"صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ......" یہ ٹکڑا بیان کے لئے لایا گیا ہے' اس لئے کہ جب اس سے پہلے "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کا ذکر آیا' تو اس میں ابہام تھا' جس کو "صِرَاطَ الَّذِیْنَ" کے ذریعہ دور کیا گیا' تاکہ ہدایت (جس کی درخواست کی گئی ہے) کا تذکرہ دوبار ہوجائے اور یہ "بدل" بن گیا' جس میں

ان لوگوں کے راستہ کا حوالہ ہے جن پر انعام ہوا اور اس انداز میں ثبوت و تاکید زیادہ ہے اور اس طرح کے ''بدل'' کا یہی فائدہ ہے؟ نیز اس لئے کہ وہ عامل کے تکرار کے درجہ میں ہوتا ہے' جو تقدیر عبارت میں دو جملے ہوتے ہیں' اور ظاہر ہے کہ دو جملوں میں تاکید ہے گویا ان لوگوں نے ہدایت کے مطالبہ کو دہرایا۔''

ابن عاشور رقم طراز ہیں:

''دوسرا فائدہ 'بدل'' کے اسلوب میں جو اجمال پھر تفصیل ہے' اس لئے تاکہ مطلوبہ راستہ کا مفہوم اہل ایمان (جنہیں اس دعا کی تلقین کی گئی ہے) کے دلوں میں مزید جاگزیں ہو جائے' اور اس کا وہی فائدہ ہو جو تاکید معنوی کا ہوتا ہے۔ نیز اس اسلوب میں اس راستہ کی حقیقت کی تائید اور ان کے دلوں میں اس کو جاگزیں کرنا ہے' لہٰذا اس کا مفہوم دوبارہ حاصل ہوا' جس کا وہی فائدہ ہے جو تاکید لفظی کا ہے۔''

ابن عاشور آگے لکھتے ہیں:

''بدل' یا ''بیان'' میں اسم کا دوبارہ ذکر تا کہ اسے پہلے اسم کے ساتھ جس چیز کو مربوط کرتا ہے' اس کی بنیاد قرار دیا جاسکے' یہ بلاغت کا نہایت عمدہ اسلوب و انداز ہے کہ دوبارہ ذکر کے ذریعہ اس بات کا احساس دلایا جاسکے کہ اس کا معنی قابل توجہ ہے اور دل سے قریب یہی بات فعل کے تکرار میں ہوتی ہے' جیسے فرمان باری تعالیٰ ہے:

''وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا'' (الفرقان:۷۲)

ترجمہ: ''اور اگر (اتفاقاً) بے ہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

''اَلَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا'' (القصص:۶۳)

اس لئے کہ فعل ''مروا'' اور ''اغوینا'' کے تکرار اور اس کے متعلق کو پہلے فعل کے بجائے دوسرے مکرر فعل کے ساتھ مربوط کرنے میں جو حسن ہے' اعادہ کے بغیر پہلے فعل کے ساتھ اس کو مربوط کرنے میں آپ کو نہیں ملے گا' اس طرح کے موقع پر اعادہ' محض تاکید کے لئے نہیں آتا' اس لئے کہ اس میں ایسی چیز کا اضافہ ہے جس سے وہ مربوط و متعلق ہے۔

اس کے بعد' ابن عاشور نے اعادہ کے تعلق سے ایک اہم فائدہ لکھا ہے:

''راہِ مستقیم'' کے لئے یہ خاص صفت (کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہو) اختیار کرنے میں' قبولیت کے لئے راہ ہموار کرنا ہے' اس لئے کہ آپ اگر کسی سخی آدمی سے یوں کہیں: جس طرح آپ نے ان کو عطا کیا' مجھے بھی عطا کیجئے' تو یہ انداز اس کو سخاوت پر زیادہ آمادہ کرنے والا ہے' جیسا کہ اس کی تقریر جد امجد محترم نے حدیث پاک: ''کما صلیت علی ابراہیم'' کی تشریح میں فرمائی۔ لہٰذا درخواست کرنے والے یوں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں راہِ مستقیم دکھادے' وہ راہ جو تو نے اپنے بندگانِ نعمت کو دکھائی' اسی کے ساتھ ساتھ اس میں ضمناً یہ مطالبہ بھی ہے کہ وہ مرتبہ ہدایت میں' ان لوگوں سے جا ملیں جن پر انعام ہوا اور یہ مقصد بھی ہے کہ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے' ان اسباب کو اختیار کریں' جن کے ذریعہ وہ لوگ اس مرتبے پر پہنچے۔

فرمان باری ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (سورہ ممتحنہ:۶)

ترجمہ: ''بے شک ان لوگوں میں تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔''

نیز بعد میں جو ''مغضوب علیہم'' اور ''ضالین'' کے حالات سے برأت کا اظہار آرہا ہے' اس کے لئے تمہید بھی ہے' اس طرح اس میں بھلائی کی توقع اور برائی سے پناہ مانگنے دونوں ہی پہلو ملتا ہے۔''

☆☆.........☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ارشاد فرمایا: ہمارے نزدیک قادیانی' صیہونی سازش کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صیہونیت کی طرح' ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے' اس کی تمام سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے' اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو' اس کے ارکان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جائے اور جن افراد کا کسی بیرونی سازشی جماعتوں سے رابطہ ثابت ہو جائے' انہیں بغاوت کی سزا دی جائے اور ہر مسلمان یہ نوٹ کرلے کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی اسلامی ملک کا وفادار شہری نہیں ہوسکتا' ہرگز نہیں ہوسکتا! اس لئے کہ ہر قادیانی اسلام کے قلعہ کو مسمار کر کے اس پر ''احمدیت'' کا قصر تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے خاص شاگرد

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو وصیتیں

مولانا محمد ناظم الدین قاسمی

اب سے ۲۸ سال قبل شیخ الحدیث بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی ؒ کے حکم سے ان کے خاص خلفاء میں سے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری ؒ نے مجموعہ وصایا امام اعظم ؒ کے نام سے ایک رسالہ مرتب فرما کر مکتبہ امدادیہ باب العمرہ مکہ مکرمہ (سعودی عرب) سے شائع فرمایا تھا۔ اسی زمانہ میں کسی کا شائع شدہ ایک بوسیدہ رسالہ احقر کو دستیاب ہوا احقر نے اس سے بھرپور استفادہ کیا' جس میں سیدنا حضرت امام اعظم ؒ کی وہ پانچ وصیتیں جمع کی گئی ہیں جو انہوں نے اپنے تلامذہ امام ابو یوسف' یوسف بن خالد کی' حماد بن ابی حنیفہ' نوح بن ابی ابراہیم اور اکابر تلامذہ ؒ کو فرمائیں تھیں' ہر وصیت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت امام اعظم ؒ کی اپنے شاگرد امام ابو یوسف ؒ کو فرمائی ہوئی وصیتوں میں سے چند وصایا منتخب کر کے امام ابو یوسف ؒ کے مختصر احوالِ زندگی کے اضافہ کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں' اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

آپ کا نام یعقوب' والد کا نام ابراہیم اور کنیت ابو یوسف ہے۔ آپ کا نسب نامہ یہ ہے: یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد ؓ بن حبتہ الانصاری۔ حضرت امام ابو یوسف ؒ انصار مدینہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کے پردادا سعد بن بجیر صحابی ؓ تھے' ان کو سعد بن حبتہ بھی کہا جاتا تھا۔ (حبتہ والدہ کا نام تھا) حضرت سعد غزوۂ احد میں شرکت کے متمنی تھے' مگر کم سنی کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا' پھر غزوۂ خندق میں شریک ہو کر خوب جنگ میں حصہ لیا' اس وقت نو عمر تھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دیکھا کہ بڑی دلیری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو ان کو بلا کر دریافت فرمایا کہ اے نوجوان! تم کون ہو؟ عرض کیا سعد بن حبتہ ہوں آپ ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرا نصیب مبارک فرمائیں اور قریب آنے کا حکم دیا' جب وہ قریب آئے تو ان کے سر پر ہاتھ پھیرا' پھر سعد ؓ کوفہ کے وطنی ہو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔ حضرت زید ؓ بن ارقم نے نماز جنازہ پڑھائی' ان کی نسل کوفہ میں آباد رہی' جن میں ایک بڑے ہونہار ابو یوسف پیدا ہوئے' جنہوں نے مشرق و مغرب کو علم سے بھر دیا۔ حضرت امام ابو یوسف ؒ فرماتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ہمارے پردادا کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا میں اس کی برکت خاندان بھر میں محسوس کر رہا ہوں' عام مشہور یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۱۱۳ھ میں ہوئی' لیکن علامہ کوثری نے آپ کا سن ولادت ۹۳ھ کو قرار دیا' حضرت امام ابو یوسف ؒ حضرت امام اعظم ؒ کے سب سے بڑے سب سے زیادہ مشہور شاگرد تھے' حدیث فقہ میں کامل مہارت رکھتے تھے' یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ اصحاب الرائے میں میں نے امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی کثیر الحدیث اور پختہ حدیث والا نہیں دیکھا' نواب صدیق صاحب فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف کوفہ کے رہنے والے تھے' امام اعظم ؒ کے شاگرد تھے' فقیہ' عالم' حافظ حدیث تھے' حضرت امام احمد بن حنبل ان کے تلامذہ میں سے ہیں' آپ نہ صرف قاضی تھے بلکہ قاضی القضاۃ تھے' خلفاء بنی عباس میں مہدی' ہادی اور ہارون الرشید کے زمانہ میں قضا کی خدمت انجام دی اور ۱۶۶ھ سے لے کر اپنی وفات تک برابر قاضی رہے' اس مدت میں انہوں نے بڑے عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کئے۔

شوقِ علم:

حضرت امام ابو یوسف ؒ سترہ سال تک حضرت امام اعظم ؒ کی خدمت میں پابندی کے ساتھ مسلسل حاضری دیتے رہے' حتیٰ کہ ایک مرتبہ ان کے بچہ کی وفات ہو گئی تو اس کے دفن میں بھی صرف اس لئے شریک نہیں ہوئے کہ حضرت امام اعظم ؒ کی مجلس کی حاضری کا ناغہ نہ ہو جائے اور بچہ کے کفن دفن کا انتظام اقربا پر چھوڑ دیا اور خود حضرت امام صاحب کی مجلس میں حاضر رہے۔ ابراہیم بن الجراح فرماتے ہیں کہ میں مرض وفات میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت بھی علمی گفتگو تھی' کچھ دیر غشی رہی افاقہ ہوا تو مجھ سے فرمانے لگے ابراہیم سوار ہو کر رمی جمار کرنا افضل ہے یا پیدل؟ میں نے کہا: پیدل' فرمایا: غلط' میں نے کہا: سوار ہو کر' ابراہیم کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر دروازے تک

ہی آیا تھا کہ ان کی وفات کی خبر سن لی یعنی مرتے دم تک علمی مشغلہ میں لگے رہے' داؤد بن رشید کا قول ہے کہ میں جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو علمی باتیں کرتے ہوئے دیکھتا تھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سامنے سمندر ہے اس میں سے لپ بھر بھر کر نکال رہے ہیں' ایک مرتبہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو حضرت امام اعظم رحمہ اللہ ان کی عیادت کے لئے گئے عیادت کے بعد باہر آ کر فرمایا: اگر اس جوان کی وفات ہوگئی تو بہت بڑا علم ضائع ہو جائے گا' کیونکہ یہ زمین کے بسنے والوں میں سب سے بڑا عالم ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بڑے عبادت گزار بھی تھے' قاضی القضاۃ کی ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ دو سو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے اور روزے بھی کثرت سے رکھتے تھے' آپ کی وفات ۱۸۲ھ کو کوفہ میں ہوئی۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی اپنے شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو وصیتیں:

☆...... فرمایا: "اے یعقوب تم اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو اور امانت ادا کرنے کو اور تمام عوام و خواص کی خیر خواہی کو لازم پکڑلو۔

☆...... تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے اسی طرح تعلق رکھو جیسا کہ اعلانیہ طور پر سب کے سامنے اللہ سے تعلق رکھتے ہو' خلوت' جلوت میں اخلاص سے اللہ کی طرف متوجہ رہو۔

☆...... لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرو' تا کہ لوگ تم سے ذکر سیکھیں اور وہ بھی ذکر کرنے لگیں۔

☆...... نمازوں کے بعد اپنے لئے کچھ ورد مقرر کرلو' جس میں قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو۔

☆...... ہر مہینہ میں چند دن ایسے مقرر کرلو جن میں روزے رکھا کرو تا کہ دوسرے لوگ بھی اس میں تمہاری اقتدا کریں۔

☆...... اپنے نفس کی نگرانی کرو تا کہ وہ گناہوں اور لایعنی کاموں میں مشغول نہ ہو جائے اور دوسروں کی بھی نگرانی کرو۔

☆...... خطاؤں میں لوگوں کا اتباع نہ کرو بلکہ صحیح اور درست کاموں میں ان کا اتباع کرو (اس سے مراد دنیاوی انتظامی امور ہیں)۔

☆...... جب تمہیں معلوم ہو کہ فلاں آدمی اچھا نہیں ہے تو اس کی برائی کا تذکرہ نہ کرو بلکہ اس کے اندر خیر تلاش کرو۔

☆...... موت کو یاد کرو اور استادوں کے لئے اور ان سب لوگوں کے لئے دعا مغفرت کرو' جن سے تم نے دین حاصل کیا ہے۔

☆...... لعنت اور سب وشتم کا استعمال نہ رکھنا۔

☆...... جب مؤذن اذان دے تو مسجد میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ تا کہ عوام تم سے پہلے نہ پہنچ جائیں۔

☆...... جو کوئی بات اپنے پڑوسی کی ناقابل اظہار دیکھو اس کی پردہ پوشی کرو' کیونکہ تمہارے پاس امانت ہے اور دوسروں کے بھی حالات ظاہر نہ کرو۔

☆...... جو کوئی تم سے کسی چیز میں مشورہ طلب کرے تو اس کو وہ مشورہ دو' جس میں تم کو یہ یقین ہو کہ یہ مشورہ تم کو اللہ سے قریب کر دے گا۔

☆...... لالچی نہ بننا' نہ جھوٹا بننا اور نہ ایسی باتیں کرنا جو لوگوں کو چکر میں ڈالنے والی ہوں' بلکہ اپنی مروت کو تمام امور میں محفوظ رکھنا۔

☆...... ہمیشہ اپنے دل کو غنی رکھنا اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دینا اگرچہ تنگ دستی ہو۔

☆...... تم ہمت والے بننا کیونکہ جس کی ہمت کمزور ہو اس کا مرتبہ بھی کمزور ہوتا ہے۔

☆...... جب راستہ میں چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو بلکہ ہمیشہ نظر زمین کی طرف رکھو۔

☆...... دنیا کو حقیر جانو جو اہل علم کے نزدیک حقیر ہے' کیونکہ اللہ کے نزدیک اہل علم کے لئے جو کچھ ہے وہ اس دنیا سے بہتر ہے۔

☆...... اپنے ذاتی کام اور انتظامی امور کسی دوسرے شخص کے حوالہ کر دو تا کہ تم علم پر پوری طرح متوجہ ہوسکو اور اس سے تمہاری عزت محفوظ رہے گی۔

☆...... دیوانوں سے بات کرنے سے پرہیز کرنا اور ان لوگوں سے بات مت کرنا جو طلب جاہ کے لئے بحث کرتے ہیں۔

☆...... جب تم ایسے لوگوں کے پاس جاؤ' جو تم سے بڑے ہوں تو ان کے ہوتے ہوئے اس وقت تک نشست وغیرہ میں برتری اختیار مت کرنا جب تک کہ وہی تم کو برتری نہ دیں۔

☆...... جب تم کسی جماعت کے اندر موجود ہو تو نماز پڑھانے میں ان سے آگے مت بڑھنا جب تک کہ وہ خود ہی تم کو بطور اکرام آگے نہ بڑھائیں۔

☆...... عوامی تفریح گاہوں میں مت جانا۔

☆...... مجلس میں غصہ سے پرہیز کرنا۔

☆...... عوام میں اور بازاری لوگوں میں جو شخص تمہارے ساتھ جھگڑے تم اس سے مت جھگڑنا۔

☆...... جو لوگ تم سے فقہ حاصل کرنے والے ہوں ان کی طرف پوری توجہ کرنا' ان کو اپنی اولاد کی طرح سمجھنا۔

☆...... اگر تم دس سال بھی بغیر خوراک اور بغیر کسب معاش کے رہ جاؤ' تب بھی علم کی جانب سے روگردانی نہ کرنا۔

ایک تھا قادیانی

محمد خبیب (متعلم جامعہ مدنیہ لاہور)

آؤ بچو سنو کہانی ایک تھا مرزا قادیانی
اک دن اس کا جی للچایا گورداسپور میں نبی بن آیا
شہر تھا اس کا قادیان جس میں رہتا تھا یہ شیطان
بیویاں تھیں یارو اس کی دو ایک تھی ان میں بڑی بدخو
نام تھا اس کا نصرت جہاں دوسری تھی بچے دی ماں
دعویٰ تھا اس کا اسلامی کام تھے اس کے سب شیطانی

آؤ بچو سنو کہانی
ایک تھا مرزا قادیانی

یہ تھا ابن چراغ بی بی تھی مشہور جو مائی گھسیٹی
کیا بتائیں کیا جگ بیتی فرشتے بھی تھے ٹیچی ٹیچی
رہ گیا تھا ایک الجھا سوال فرشتہ ایک تھا مٹھن لال
ٹانک وائن پیوے تھا شراب اس کو تو تھا مرض پیشاب
حالت تھی یارو اتنی خراب نہ آوے پہنی اس کو جراب
مرید تھے اس کے کتنے مار خود کو کہے میں سور مار
شکل اس کی تھی انسانی پر کام تھے اس کے سب حیوانی

آؤ بچو سنو کہانی
ایک تھا مرزا قادیانی

آنکھوں سے تھا یہ بھینگا پہنے تھا بیوی کا [illegible]
اوپر نیچے اس کے بٹن گرز اور ڈھیلے کا [illegible]
گرز ڈھیلے میں پہچان نہ جانے کھا جائے یہ کیا [illegible]
اور سنائیں کیا افسانے مر گیا یارو ٹٹی خانے
جس کی تم نے سنی کہانی یہ تھا مسٹر انگلستانی

آؤ بچو سنو کہانی
ایک تھا مرزا قادیانی

آؤ سنائیں یارو حال بچپن تھا اس کا بڑا بدحال
ایک دفعہ بچوں نے کہا گھر سے تھوڑا میٹھا لا
جلدی سے پھر بھاگا گیا جیب میں بورا بھر لایا
جھٹ پٹ اس نے منہ میں ڈالا پھر حال تھا اس کا دیکھنے والا
نمک چینی میں فرق نہ جانا کہتا میں ہوں بڑا سیانہ
ختم ہوئی اب جس کی کہانی یہ تھا مرزا قادیانی

آؤ بچو سنو کہانی
ایک تھا مرزا قادیانی

اب چھوڑو یارو اس کا خیال یہ سب کے لئے ہے بڑا دجال
رکھنا دشمنی مرزے سے یہ بھی ہے اک بڑا جہاد
بخاریؒ کے فرمانوں پر رکھنا ہے تم کو اعتقاد
خبیب کرے تم سے فریاد کرلو توبہ و استغفار

آؤ بچو سنو کہانی
ایک تھا مرزا قادیانی

☆...... عوام کے سامنے صرف اسی بارے
یں بات کرنا جس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے
بنی بقدر ضرورت شرعی جواب دے کر خاموش ہو جاؤ۔

☆...... دنیاوی معاملات اور تجارت کے
ارے میں عوام کے سامنے بات مت کرنا سوائے ان
مور کے جن کا علم سے تعلق ہو تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ تم
کو مال سے محبت ہے اور اس کی رغبت ہے۔

☆...... عوام کے سامنے نہ ہنسو۔

☆...... بازاروں میں زیادہ نہ جاؤ۔

☆...... راستوں میں مت بیٹھو اگر تم کو اس کی
ضرورت ہو کہ گھر کے علاوہ کسی جگہ بیٹھو تو مسجد میں بیٹھ
جانا۔

☆...... دکانوں پر مت بیٹھنا۔

☆...... بازاروں اور مسجدوں میں مت کھانا۔

☆...... عورتوں کے ساتھ زیادہ گفتگو نہ کرنا
اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی کثرت نہ کرنا کیونکہ اس
سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

☆...... زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرنا کیونکہ یہ دل کو
مردہ کر دیتا ہے۔

☆...... اپنی رفتار میں سکون اور اطمینان اختیار
کرنا اور اپنے کاموں میں جلدی مت کرنا۔

☆...... جب تم گفتگو کرو تو چیخ وپکار زیادہ نہ
کرو نہ آواز بلند کرو۔

☆...... اپنے نفس کے لئے سکون کو اختیار کرو
اعضاء و جوارح کو کم حرکت دو تا کہ لوگوں کے نزدیک
سنجیدگی ثابت ہو جائے۔

☆...... اہل ہواء جو بداعتقادی یا بدعملی میں
مبتلا ہوں ان کے ساتھ نہیں اٹھنا بیٹھنا الا یہ کہ دین کی
طرف دعوت دینے کے لئے ان کے پاس جانا پڑے۔

☆☆............☆☆

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامے

ایک تمہید ایک تاریخ

جب بھی زندگی میں اگست کا مہینہ آتا ہے آنکھیں پُرنم ہوجاتی ہیں' اگست ۱۹۶۱ء آنکھوں میں گھومنے لگتا ہے' اور ماضی کی سب دہائیاں ایسے سامنے رقص کرتی ہیں' جیسے ابھی ابھی یہ واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں مجلس احرار اسلام کا معرض وجود میں آنا' پھر تحریک آزادی برصغیر میں جماعت کی بھرپور جدوجہد پھر تحریک خلافت' علی برادران کے شانہ بشانہ گوری حکومت کے تابوت میں دراڑ ڈالنے کی جدوجہد' تحریک ریشمی رومال کے متحرک بزرگوں کی اعانت' تحریک مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تحریک ریاست کپورتھلہ کا محاذ' تحریک کشمیر کی کامیابی کا سہرا' تحریک قادیان میں عقیدۂ ختم نبوت پر علماء کرام کو متفق کر کے اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنا ایک طرف سیاسی میدان کی شہسواری تو دوسری طرف مسلمانانِ ہند کی دینی وفکری' سماجی' تعلیمی' تبلیغی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت یہ کتنے محاذ تھے جن پر مجلس احرار اسلام کے شاہ صاحب (یعنی سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کی قیادت مسلمانانِ برصغیر کی نمائندگی کرتے ہوئے ان کے دینی و اسلامی تشخص کو پروان چڑھایا' یہ ایک مردِ قلندر کا ہی کارنامہ نہیں تھا' بلکہ اس کی بنائی ہوئی ٹیم جس میں خود امیر شریعت کے علاوہ مولانا محمد داؤد غزنوی' شیخ حسام الدین' چوہدری افضل حق' مولانا گل شیر شہید' خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی' ماسٹر تاج الدین انصاری' مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری' مولانا عبدالرحمٰن میانوی' فاتح قادیان مولانا محمد حیات' مولانا لال حسین اختر' مولانا نورالدین بہاری' صاحبزادہ فیض الحسن' حافظ علی بہادر' چوہدری عبدالستار دہلوی' سالار کارواں سردار محمد شفیع' چوہدری معراج الدین لاہور' غازی محمد حسین' آغا شورش کاشمیری' مولانا غلام غوث ہزاروی' مفتی عبدالقیوم پوپلزئی' سید مخدوم شاہ بنوری' نوابزادہ نصر اللہ خان' مولانا مظہر علی' مظہر نواز خان' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا غلام نبی جانباز' سید امین گیلانی' سائیں محمد حیات پسروری' مولانا ضیاء الحق قاسمی' صوفی شیر محمد سرہندی' عبدالرحیم عاجز رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے ان گنت جاں نثارانِ اسلام ومجاہدین کی جماعت بنانے والی شخصیت کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

حافظ محمد امین

محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے پانچ سو جید علماء کرام کو شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرا کر امیر شریعت کا خطاب عطا فرمایا تھا' جس کی لاج اللہ تعالیٰ نے رکھی اور اس مردِ قلندر کی قیادت میں ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے ملک میں ایک نئی تاریخ کو جنم دیا' اس تحریک نے دنیا کی تاریخی تحریکوں میں اپنا منفرد مقام منوایا۔

تحریک کشمیر میں ڈوگرہ شاہی مہاراجہ ہری سنگھ کو ناکوں چنے چبوا کر مسلمانانِ کشمیر کو سرخرو کیا اور انگریز حکومت کی پشت پناہی کے باوجود ہری سنگھ کو شکست تسلیم کرنا پڑی۔

افسوس! اس وقت کی دوسری مسلم جماعتیں تعصب سے بالاتر ہو کر خالص اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے مجلس احرار اسلام کا ساتھ دیتیں تو آج کا مسئلہ کشمیر اسی دن حل ہو چکا ہوتا۔

مگر افسوس کہ:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
دل کے پھپھولے جل اٹھے جلنے کے داغ سے

مجلس احرار اسلام سے دوسری برصغیر کی مسلم جماعتوں نے ہمیشہ تعصب اور حسد کی وجہ سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیا' اگر ہندوستان کی تمام مسلم جماعتیں متفق ہو کر برصغیر کو آزاد کراتیں تو آج کے پاکستان کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر مجلس احرار اسلام چوہدری افضل حق مرحوم کے حکم کے مطابق ان کے الہامی حکم پر عمل کرتی تو پاکستان کے نقشے میں پورا پنجاب اور پورا بنگال شامل ہوتا' مگر بزرگوں کی مصلحتیں اپنی ہیں' اس میں کچھ قدرت کی کارروائی کا بھی دخل ہے۔

بہر حال برصغیر ہندوستان کی تاریخ میں مؤرخ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ مجلس احرار اسلام نے مسلمانانِ ہند کی سیاسی' دینی' تبلیغی اور اصلاح وتربیت کی شعلہ بیانی اور مقررین پیدا کرنے میں جتنا کام اس جماعت نے کیا' ہندوستان کی دوسری کسی جماعت نے ایسا کام نہیں کیا۔ مجلس احرار اسلام کے بڑے سے بڑے لیڈر سے لے کر چھوٹے ورکر تک کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ اعزاز حاصل رہا ہے کہ وہ جب بھی بولتا تھا' صحیح بولتا تھا اور شاہ صاحب کی تو بات ہی اور ہے' وہ اپنی تقریر کی ابتداء میں جب خطبہ کا پہلا لفظ الحمدللہ! زبان سے ادا کرتے تھے تو

ان الفاظ کی شیرینی اور ان کی ہیبت اور ان کا دبدبہ ایسا ہوتا تھا کہ جیسے لاکھوں کے مجمع پر جادو کر دیا گیا ہو۔

وہ الفاظ ہمارے کانوں میں آج بھی اسی طرح گونجتے ہیں' بخاری کے زمزمے سننے کو آنکھیں ترس گئی ہیں' جماعت کو مخاطب کر کے چوہدری افضل حق مرحوم نے فرمایا تھا کہ نعرہ پاکستان کی مخالفت نہ کرنا' یہ ہندوستان کے مسلمانوں کے دکھی دل کی آواز ہوگی' مگر افسوس! جماعت نے اپنی پالیسی نہ بدلی اور جاگیردار و سرمایہ دار طبقے اس ملک پر قابض ہو گئے' غریب اور متوسط عوام جنہوں نے جانی' مالی اور عزت کی قربانیوں سے مفاہمت نہ کی۔ حاصل کیا ہوا یہ ملک آج بھی ایسے ہی لوگوں کے نرغے میں ہے۔

آج کی پاکستانی عوام کو سیاسی شعور سے دور رکھنے میں اسی طبقے کا ہاتھ ہے' اگر ہمارے ملک کے عوام میں سیاسی شعور ہوتا تو یہ انگریز کے گماشتے کبھی ملک پر قابض نہ ہوتے' آج امیر' امیر تر ہوتا جارہا ہے اور غریب کو دو روٹی کے چکر میں ایسا جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسری طرف رخ کر ہی نہیں سکتا۔

آج سرمایہ دار جاگیردار کروڑوں روپے کے قرضے بینکوں سے لے کر ہڑپ کر جاتا ہے اور پھر معاف کرا لیتا ہے اور غریب اگر اپنے مکان کی تعمیر کے لئے ہاؤس بلڈنگ والوں سے چند ہزار قرض لے لیتا ہے تو وہ اگر سود در سود کی چکی میں پس کر اسے ادا نہ کر سکے تو اس کی زندگی بھر کی کمائی اس کے خوابوں کی برسوں کی تعبیر کو نیلام کر کے اسے بے دخل کر دیا جاتا ہے' کروڑوں' اربوں روپے کے قرضے لے کر حکومت کے چہیتے سرمایہ دار معاف کرا لیتے ہیں' کوئی حکومت یا بینک کبھی ان کی فہرست بھی شائع نہیں کرتا کہ کس کس نے کتنا کتنا قرضہ معاف کرایا ہے' حال ہی میں پیپلز پارٹی کے قومی اسمبلی کے رکن نے قرضہ معاف کرانے والوں کی فہرست شائع کرنے کا سوال اٹھایا تو اسے خاموش کرا دیا گیا اور ان لوگوں کے نام اسمبلی ممبر کو بھی نہیں بتائے گئے' عوام کی تو یہاں کوئی حیثیت ہی نہیں ہے' ہر حکومت میں ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے کروڑوں کے قرضے معاف کرائے۔ یہ صورت حال جس ملک میں ہوگی تو وہاں عوام کیسے خوشحال ہوں گے؟

امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر اسی فارمولے کی وجہ سے ہو رہا ہے' عوام کو ہر بجٹ پر یہ خوشخبری سنادی جاتی ہے کہ اب اس کے دن بدل جائیں گے اور ملک خوشحال ہو رہا ہے' خزانہ بھر رہا ہے' غریب کا پیٹ روٹی سے خالی ہے' ملک کا خزانہ زبانی جمع خرچ سے بھر رہا ہے۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی چوہدری افضل حق مرحوم کے مجوزہ فارمولے کی حمایت کرتے ہوئے جماعت کو ۱۹۴۶ء کا الیکشن نہ لڑنے کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ: اب ہمارا وقت ہے' آج دور مسلم لیگ کا ہے' ہمیں خاموشی اختیار کر لینی چاہئے' مگر جماعت نے کثرت رائے سے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کر لیا جو جماعت کی تاریخی غلطی ثابت ہوئی۔ شاہ صاحب اور چوہدری افضل حق صاحب مرحومین کی نظر بہت دور مستقبل پر تھی' ان کا مشورہ صحیح تھا' مگر جماعت وقتی مصالحت سے گریزاں تھی۔ آنے والے حالات نے ثابت کیا کہ مندرجہ بالا دونوں حضرات کی بات صحیح تھی۔

سیاست کوئی ایمان نہیں ہے' سیاست میں کل کے ساتھی آج کے مخالف' کل کے مخالف آج کے دوست ہوتے رہتے ہیں' وقت حالات کو بدل دیتا ہے' آج نواز شریف اور بے نظیر کہاں کھڑے ہیں' دنیا دیکھ رہی ہے؟ اس میں حیران ہونے کی ضرورت نہیں' صحیح سیاستدان وہی ہوتا ہے جو قومی و ملکی مفادات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اجتماعی مفاد کے لئے اپنے نظریات کو بدل دے۔

۱۵/ جنوری ۱۹۴۸ء کو مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکریٹری شیخ حسام الدین صاحب نے جامع مسجد فیصل آباد کے خطبہ جمعہ میں یہ اعلان کیا کہ: ہم ہار گئے' مسلم لیگ جیت گئی' ہم اپنی جگہ درست تھے' مسلم لیگ اپنے موقف میں کامیاب ہوگئی' قوم نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا' ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں' ہم بھی قوم کے خیر خواہ تھے' مگر ہمارے نظریات مختلف تھے' اب بھی ہم قوم کی خدمت کریں گے' گاڑی دو پہیوں سے چلتی ہے' اب اپنا ملک بن گیا' پاکستان آزاد ہوگیا ہے' اب اس کو چلانا ہے' معاملات حکومت چلانے میں ایک طبقہ حزب اقتدار کا ہوتا ہے' ایک حزب اختلاف کا۔ ہمیں آپ حزب اختلاف کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری دیں' انشاء اللہ العزیز ہم بھی ملکی تعمیر و ترقی میں مخلصانہ طور پر حصہ لیں گے' مگر تعصب کی عینک سے دیکھنے والوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ مجلس احرار اسلام پر جھوٹے الزامات لگا کر ملک میں بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اقتدار کا نشہ بہت بُرا ہوتا ہے' مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قید و بند کی صعوبتوں اور الزام تراشیوں کے باوجود جماعت ملک و قوم کی تعمیر و ترقی' سیاسی' دینی' سماجی اور تبلیغی خدمات سرانجام دیتی رہی۔

اس جماعت نے ہمت نہیں ہاری اپنی تحریر و تقریروں اور اپنے عمل سے ملک و قوم کی خدمت کرتے رہے اور اچھے اور بُرے وقت سے قوم کو آگاہ کرتے رہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی کامیابی کا سہرا بھی اسی جماعت کے سر جاتا ہے' عالم اسلام کو قادیانیت کی دلدل سے بچانے کا کام انہی مجاہدین نے کیا اور انگریز کی معنوی اولاد (قادیانیت/ مرزائیت) کو قصر مذمت میں پہنچانا انہی کا کام ہے' پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی جماعت کے قادیانیوں کو یہ پیغام دیا تھا کہ بلوچستان پاکستان کا آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹا سا صوبہ ہے' اس میں بھولے بھالے مسلمانوں کو ورغلا کر قادیانی بنالو تا کہ ہم ایک صوبے کو اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ یہ ریاست کے اندر ریاست بنانے کا منصوبہ اس نے بنایا' اپنی جماعت کو اس کام پر لگایا' مجلس احرار اسلام نے جب یہ دیکھا کہ مرزائی کھلم کھلا قادیانیت

کی تبلیغ کرنے لگے ہیں اور عام مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لالچ دے کر پھنسا رہے ہیں تو اس طرف اپنی پوری توجہ لگادی ویسے تو ابتدا سے ہی جماعت نے اپنا شعبہ تبلیغ بنادیا تھا جو ہندوستان بھر میں مسلمانوں کے مذہبی معاملات کی نگرانی اور رہبری کرتا نظر آتا تھا اب قادیانیوں کے بھیانک پروگرام کے مدنظر اپنی پوری توجہ ان کی طرف مبذول کردی پڑھے لکھے طبقے سرکاری دفاتر اور بڑے بڑے افسروں لیڈروں سے بالمشافہ ملاقات کرکے ان باغیان ختم نبوت کے مذموم ارادوں سے آگاہ کرنے کا کام قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے سپرد کیا اور باقی جماعت عوام الناس کو جلسے جلوسوں اور تقریروں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتی۔ بالآخر مارچ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوگیا جس کی تفصیلات پاکستان کے عوام کے ذہنوں میں آج بھی موجود ہیں اگر یہ جماعت مرتد ملت مرزا بشیر الدین کے خواب کو چکنا چور نہ کرتی اور عوام الناس پاکستان کو ان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتی تو بہت سے مسلمان ان کے لالچ اور دام فریب سے اپنے ایمان سے محروم ہوجاتے۔ مسلمانان ہندو پاکستان کی سیاسی اور دینی تربیت میں مجلس احرار اسلام کا بہت بڑا حصہ ہے اگرچہ دوسری مسلم جماعتوں نے بھی اپنے اپنے طور پر برصغیر میں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بہت کام کئے ہیں مگر قادیانیت جو دین اسلام کی جڑوں کو مسمار کرنے والا جراثیم ہے اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں تاریخ شاہد ہے کہ اس جماعت نے جو کارنامہ انجام دیا وہ ان لوگوں کی نجات کے لئے کافی ہے۔

قارئین گرامی! اس جماعت کی کارکردگی میں خواہ سیاسی ہو یا دینی معاشی ہو یا معاشرتی ہر محاذ پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی سرفہرست نظر آئے گا۔

ارتداد شرک وبدعت اور مسلمانان ہند کے مجموعی اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے میں شاہ صاحب مرحوم کا بہت بڑا ہاتھ ہے آپ کی بے جوڑ بے دلیل الہامی باتیں گزشتہ صدی کے لوگوں کے ذہنوں میں ایسی پیوست ہیں کہ مخالفت کے باوجود بھی وہ اس کو تسلیم کرتے ہیں بالآخر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۵ء میں دفاع پاکستان احرار کانفرنس لاہور میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ: آج کے بعد مجلس احرار اسلام مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے صرف دینی تبلیغی اور اصلاحی کام کرے گی جن دوستوں ورکروں لیڈروں اور رضا کاروں کو سیاسی کام کرنے کا شوق ہے وہ میری طرف سے آزاد ہیں جس کا جی چاہے جس جماعت میں جا کر سیاسی کام کرے برصغیر کی تمام سیاسی جماعتوں میں مجلس احرار اسلام کا نام سب سے منفرد ہے اور مجلس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہی اس جماعت کی علامت کا نام ہے حالانکہ شاہ صاحب مرحوم کبھی جماعت کے صدر نہیں رہے مگر عملاً جماعت کے کرتا دھرتا روح رواں مالک ومختار سب کچھ وہی تھے جب بھی مجلس احرار اسلام کا نام تاریخ کے صفحات پر لکھا جائے گا تو شاہ صاحب کے اسم گرامی کے بغیر ادھورا ہوگا جب آپ کا نام نامی ساتھ لکھا جائے گا تو جماعت کا نام مکمل ہوگا۔

قارئین گرامی! تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور دنیا کے نقشے پر چند خطوط ابھرتے ہیں کچھ عرصہ ان کا سورج بڑی آب وتاب سے چمکتا ہے پھر آہستہ آہستہ غروب ہوجاتا ہے پھر دوسرا کوئی اس کی جگہ لے لیتا ہے یہ سابقہ صدی ۱۹۰۰ء سے ۲۰۰۰ء میں غاصبوں ڈاکوؤں لٹیروں اور بے راہروں کا دور تھا انشاء اللہ یہ ۲۰۰۱ء سے شروع ہونے والی صدی ایسے لوگوں کے زوال کا دور ثابت ہوگی اور ملک میں اسلامی اخوت بھائی چارے یکجہتی امن وسلامتی کا دور شروع ہوگا اور ہمارے اس ملک پاکستان میں اسلامی انقلاب کی ابتدا ہوگی۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ:

خواب سے بیدار ہوتا ہے محکوم اگر
پھر سلادیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

ایک صدی ہوگئی لوگوں کو سامری کے جادو کے اثر سے سوئے ہوئے اب ان کے جاگنے کا وقت آگیا ہے ابتدا ۱۹۰۰ء سے انگریزی جادوگروں نے اس برصغیر میں ایسا سحر پھونک رکھا تھا کہ ان کے گماشتے پیدا ہوتے رہے اور وہ انہی کے ذریعہ اپنا کام چلاتے رہے ابھی تک ان کے سحر کا اثر باقی ہے اب اس کے بھاگنے کا وقت آگیا اور وقت انگڑائی لے رہا ہے چند سال بعد آپ دیکھیں گے کہ اچھی ہوائیں چلیں گی اچھی اچھی خبریں لائیں گی۔ عوام کا معاشی شعور بیدار ہوگا اور وہ اچھے برے کی تمیز کرنے لگیں گے۔

ہمارے بزرگوں نے ایک صدی پیشتر جو بے دلیل باتیں کی تھیں اور عوام ان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے وہ آج پوری ہورہی ہیں اور دبے الفاظ میں یا سر عام ان باتوں کا لوگ اعادہ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آج کی باتیں کل کے خواب بلکہ حقیقت بن کر جب سامنے آئیں گے تو دنیا کا نقشہ بھی بدل جائے گا اور اسلامی قومیں دنیا کی سپر طاقت بن کر دنیا میں امن وسلامتی کا پیغام دیں گی آج دین اسلام کو دہشت گردی کا خطاب دینے والے اس وقت دیکھیں گے کہ دہشت گرد یہود وہنود ہیں یا مسلم؟ بات بہت دور چلی گئی اچھی قومیں مرتی نہیں ہیں وقتی طور پر قدرت کی مصلحت سے خاموشی اختیار کرلیتی ہیں پھر جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو سامنے لاتا ہے۔ آج ہر طرف ظلم جبر وبدامنی بے دینی لڑائی جھگڑے فساد ڈاکا زنی جان ومال عزت ہر چیز کی بربادی کا دور ہے عنقریب یہ بادل صاف ہوں گے اور نئی سحر کا سورج طلوع ہوگا جو امن وسلامتی لے کر آئے گا انشاء اللہ۔

آج پھر ایسے ہی مرد قلندر کی ملک وقوم کو ضرورت ہے اللہ تعالیٰ مظلوموں کی ضرور سنے گا اور ظالموں کا حساب لینے والا ضرور پیدا ہوگا:

یارب یہ ہستیاں کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

☆☆..................☆☆

آزادی کے بعد

مدارس اسلامیہ کی خدمات

مولانا محمد جسیم الدین

حرف اول:

بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں جب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو چکا تھا' انگریزی سیاست ہندوستان پر پوری طرح حاوی تھی' اسلامی روایات ایک ایک کر کے رخصت ہو رہی تھیں' اسلامی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون کے زوال کا وقت آ گیا تھا' اور ایسا لگتا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ''اسلامی تعلیمات'' خود مسلمانوں کے لئے ''لاشئے'' بن کر رہ جائیں گی' انگریزی حکومت انتہائی شدت سے زندگی کے اس ''لطیف جوہر'' کو اہل اسلام کے ذہن ودماغ سے محو کرنے کی سعی پیہم میں مصروف تھی' مسلمانوں کے تعلیمی اور اجتماعی نظام حیات کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا' انقلاب کے بعد قوم مسلم انہیں مصائب سے دوچار ہو گئی تھی' جن سے عموماً مفتوح قومیں دوچار ہوتی ہیں اور جو ذہنی اضمحلال وپراگندگی ایسے نامساعد وقت میں رونما ہو رہی تھی' ان عام مشکلات سے صدیوں حکومت کرنے والی قوم اپنے آپ کو غیر مامون پا رہی تھی' ایسے ظلمت آگیں دور میں مردان حق کیش اٹھے اور انہوں نے جہل کی تاریکی کو علوم و فنون کی روشنی سے تابناک بنانے کے لئے اسلامی قندیلیں مدارس کی صورت میں روشن کرنے کا باعزم فیصلہ کیا۔

قیام مدارس کا مقصد:

قرآن وحدیث کی تعلیمات کے بغیر کسی اسلامی معاشرہ کی تعمیر اور اس کے قیام کا تصور ممکن نہیں' اسلامی تعلیمات ہی پر صالح معاشرہ کی بنیاد اور داغ بیل ڈالی جا سکتی ہے' قرآن وحدیث اسلامی تعلیمات کا منبع ومصدر ہیں اور دینی مدارس کا مقصد' اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ اسلامی تعلیمات کے ماہرین' قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے علماء اور علوم اسلامی میں دسترس رکھنے والے رجال کار پیدا کئے جائیں' جو آنے والی نسل کا اسلام سے ناطہ جوڑیں' مسلمانوں میں اسلام کی بنیادی اور ضروری تعلیم کو عام کرنے اور اسلامی تہذیب وتمدن کی ابدی صداقت کو اجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں اور تاریخ شاہد ہے کہ یہ مدارس اپنے اس بلند مقصد کے حصول میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

مدارس اسلامیہ کی ہمہ گیر افادیت:

مدارس اسلامیہ نے اگر ایک طرف ملت اسلامیہ کی ہر میدان میں رہنمائی کی اور کروڑوں انسانوں کو شاہراہ مستقیم پر گامزن کیا' تو دوسری طرف انہوں نے ایسے بے شمار بلند پایہ علماء پیدا کئے' جن میں سے ہر ایک علم وفن کے آسمان پر آفتاب بن کر چمکا اور جن کی جامعیت' للّٰہیت' علمی رسوخ اور قوت عمل نے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی' مدارس اسلامیہ نے آزادی کے بعد پچپن سال کی مختصر مدت میں' لاتعداد علماء وصلحاء پیدا کر کے افراد سازی کا ایسا بے مثال نمونہ پیش کیا کہ تاریخ کا ہر معلم اپنے سنہرے حرفوں سے مدارس اسلامیہ کی اس عظیم الشان خدمت کو رقم کرے گا' یہ بے مثال معنویت اس وقت اور دوچند ہو جاتی ہے' جب اس حقیقت پر غور کیا جائے کہ ان فضلاء میں اکثر نے مدارس اسلامیہ سے حاصل کردہ امانت دوسروں تک پہنچانے اور دنیا بھر میں علم کی شمع جلانے کا اہم فریضہ ہر دور میں انجام دیا ہے اور آج بھی ہمہ تن مصروف ہیں۔

مدارس اسلامیہ کی علمی خدمات:

مدارس اسلامیہ کے فرزندوں کی علمی خدمات ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں' تفسیر قرآن' حدیث نبوی' فقہ اسلامی' علم کلام' عربی ادب' تجوید وقرأت' تاریخ وسیر اور تحریر وصحافت میں ان کی خدمات نہایت وقیع ہیں' اس پر مستزاد اردو زبان کی خدمت بھی مدارس نے جس قدر انجام دی ہے' دیگر یونیورسٹی اور کالج دینے سے قاصر ہیں' چنانچہ صرف پاکستان میں دینی مدارس جو بغیر کسی سرکاری سرپرستی وامداد کے چل رہے ہیں' ان سے وابستہ بوریا نشین علماء نے پچاس سال کے عرصے میں پچاس ہزار سے زیادہ کتابیں' عربی' فارسی' انگریزی اور اردو میں تحریر کی ہیں' اس کے برعکس وہاں کے جامعات سے وابستہ عربی واسلامیات کے پروفیسر صاحبان کی کل تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ

نہیں ان میں بھی ستر فیصد اردو تصانیف ہیں۔ (دینی مدارس ص:8)

فضلاء مدارس کے تصنیفی کارنامے:

مدارس اسلامیہ کی تعلیمی اور تدریسی خدمات کے علاوہ تصنیفی کارنامہ ایک معروف حقیقت ہے اور دنیا نے اس کا اعتراف کیا ہے' خصوصاً ازہر ہند دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم کے فاضلین نے درس و تدریس اور دوسرے دینی مشاغل کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے حوالے سے جو عظیم الشان کارنامے انجام دیے ہیں' وہ نہ صرف برصغیر کے مسلمانوں کے لئے' بلکہ دنیائے اسلام کے لئے بھی ایک سرمایہ افتخار ہے' علوم دینیہ سے متعلق کوئی علم وفن ایسا نہیں' جس میں ان کی تصنیفات وتالیفات موجود نہ ہوں' ان میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابچے بھی ہیں' یہ کتابیں زیادہ تر عربی' فارسی اور اردو زبان میں ہیں' ان کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی ملتی ہیں۔

درحقیقت مدارس اسلامیہ کی خدمت کے دو رخ ہیں: ایک اندرونی' جس کا تعلق طلباء کی تعلیم و تدریس سے ہے' اس کا دوسرا رخ بیرونی ہے جو عام مسلمانوں اور ملک سے متعلق ہے' عوام سے رابطہ' وعظ وتبلیغ' فتویٰ' دینی وملکی معاملات میں قوم کی شرعی رہنمائی' تذکیر وتذکیہ اور تصنیف وتالیف اس کے اہم عنوانات ہیں' سید محبوب رضوی ؒ صاحب رقم طراز ہیں:

"مدارس اسلامیہ سے قابل قدر خدمات انجام پائیں' وہ برصغیر کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہیں' صرف تصنیف و تالیف کے میدان میں تنہا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کے نام نامی سے کون ناواقف ہوگا' جنہوں نے اگر ایک طرف اپنی گراں قدر تصنیفات سے لوگوں کو علم وتحقیق سے روشناس کرایا' تو دوسری طرف افراد سازی کا ایسا بے مثال کارنامہ انجام دیا کہ ان کی ذات اقدس پر "مجددیت" کا لفظ صادق آنے لگا' دینی و اصلاحی نقطہ نظر سے ملت کے ہر گوشے کو بدعت وخرافات سے دور کرکے سنت و شریعت پر گامزن کرنے کی سعی پیہم کی اور اس میں بہت حد تک کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوئے' حضرت تھانوی ؒ کو تو ہم نے ایک آئیڈیل بناکر پیش کیا' ورنہ اس طرح کے بے شمار بزرگان دین نے ملت اسلامیہ کو روبہ ساحل کرنے میں اپنی عمر عزیز کو فنا کردیا۔"

بیرون ہند مدارس کی خدمات:

افادۂ ملت کے لئے فضلاء مدارس نے جو گراں قدر تالیفی خدمات انجام دیں' اس کا دائرہ صرف برصغیر تک محدود نہیں رہا' بلکہ اس کی افادیت عالم اسلام تک عام ہوئی۔ سید محبوب رضوی ؒ فرماتے ہیں:

"علماء دیوبند کے اس تحریری سرمایہ کا مدار شام کے ایک جلیل القدر عالم شیخ ابو غدہ کے الفاظ میں' گہرے علم اور وسیع مطالعے کے علاوہ تقویٰ وصلاح' روحانیت اور استغراق العلم ہے' چنانچہ عبدالفتاح ابو غدہ (شیخ ابوغدہ کا شمار اسلام کے نامور محققین میں ہوتا ہے' بیسیوں کتابیں ان کے موئے قلم سے منصۂ شہود پر آچکی ہیں' علم حدیث میں انہیں امتیازی مقام حاصل ہے' اس کے ساتھ ساتھ ہندوستانی علماء کے بڑے قدرداں اور پایہ شناس بھی ہیں) نے علماء دیوبند کی تصانیف کی اہمیت کے اعتراف کے ساتھ' اس خواہش کا اظہار بھی کیا ہے کہ ان میں جو کتابیں اردو اور فارسی زبانوں میں ہیں' ان کا عربی میں ترجمہ کرایا جائے تاکہ "عرب دنیا" کو بھی ان سے استفادہ کا موقع مل سکے۔"

چنانچہ خود شیخ نے علامہ انور شاہ کشمیری (متوفی ۱۹۳۶ء) کی تصنیف "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" کو نہایت آب وتاب کے ساتھ ٹائپ کیا' نیز انہوں نے مولانا عبدالحئی لکھنوی (متوفی ۱۸۸۶ء) کی کچھ کتابوں کو بھی ایڈٹ کرکے طبع سے آراستہ کرکے امت مسلمہ کی زبردست خدمت کی۔

فضلاء مدارس اور تفسیر قرآن:

قرآن کریم شریعت اسلامی کا محور ومصدر ہے' لہٰذا اس کی تفہیم واشاعت کسی بھی اسلامی ادارے کا بنیادی فریضہ ہے' علماء ربانیین نے اس سلسلے میں اپنے فرض منصبی کو خوب سمجھا اور اس میدان میں نہایت وقیع خدمات انجام دیں' تفسیر اور اس کے مختلف گوشوں اور ذیلی فنون پر فرزندان مدارس کے عظیم الشان اور معیاری تصانیف ہیں' جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے' مثلاً: شیخ الہند اور اس کے حاشیہ پر تفسیر عثمانی' ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ' ترجمہ مولانا احمد علی لاہوریؒ' بیان القرآن' مشکلات القرآن' معارف القرآن اور احکام القرآن جیسی بلند پایہ کتب پیش کی جاسکتی ہیں' اسی طرح تفسیر کی سرآوردہ شخصیات میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ' مولانا عبدالرحمن امروہویؒ' حکیم الامت حضرت تھانویؒ' فخر المحدثین علامہ انور شاہ کشمیریؒ' علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

مولانا احمد علی لاہوری' مفتی شفیع عثمانی' مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور عظیم انشاء پرداز محقق عالم حضرت تھانوی کے خلیفہ و مجاز حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تفسیر مشتے از خروارے کے طور پر پیش کی گئیں' ورنہ یہ عنوان سینکڑوں تصانیف اور شخصیات کا احاطہ کرتا ہے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند)

فضلاء مدارس اور ترویج حدیث:

سرزمین ہند سے ایسی قد آور ہستیاں نمودار ہوئیں اور علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں ایسی نمایاں خدمات انجام دیں' جنہیں دیکھ کر ابن حجر اور عینی و طیبی کی یادیں تازہ ہوگئیں' جن کے چند اسماء قابل قدر ہیں: حضرت علامہ انور شاہ کشمیری' شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی' علامہ شبیر احمد عثمانی' فخر المحدثین سید فخر الدین احمد مراد آبادی' حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی' حضرت مولانا ادریس کاندھلوی' محدث کبیر ابوالماثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ اجمعین ان حضرات کے حوالے سے یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اس فن میں امت کی امامت کا شرف انہیں حاصل رہا ہے' جن کی جدوجہد کے نتیجے میں' لامع الدراری' الکوکب الدری' فیض الباری' اعلاء السنن' فتح الملہم' اوجز المسالک' معارف السنن' تحفۃ الاحوذی جیسی بلند پایہ کتب اور دیگر بے شمار تصانیف معرض وجود میں آگئیں۔

مدارس اسلامیہ فقہ اسلامی کا مرکز:

مدارس اسلامیہ فقہ اسلامی کا مرکز فقہ اسلامی درحقیقت کتاب و سنت کا عطر ہے' خصوصاً فقہ حنفی جو اپنی گیرائی و گہرائی کی بنیاد پر شریعت اسلامیہ کی روح ومزاج کا آئینہ دار ہے' مدارس اسلامیہ سے فقہ کے حوالے سے عظیم خدمات انجام دینے والے بے شمار افراد تیار ہوئے' جنہوں نے فقہی بصیرت اور تعمق نظری سے مستند کتابیں تالیف فرما کر امت مسلمہ کی تشنگی کو بجھایا' مزید آئے دن پیش آنے والے مشکل ترین مسائل کو حل کر کے امت مسلمہ کو کامیابیوں سے ہمکنار کیا جس کی شہادت فتاویٰ دارالعلوم' امداد الفتاویٰ' کفایت المفتی' احسن الفتاویٰ' فتاویٰ محمودیہ' فتاویٰ رحیمیہ' فتاویٰ نظامیہ' فتاویٰ امارت شرعیہ' صفوان القضا اور الموسوعۃ الفقہیہ دے رہی ہیں۔

تاریخ و سیر میں علماء کا اہم کردار:

فن تاریخ و سیر نگاری میں بھی مدارس اسلامیہ کے سپوتوں نے پہلی صف میں مقام حاصل کیا ہے' چنانچہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی' مولانا محمد میاں دیوبندی' مولانا سعید احمد اکبر آبادی' قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی' مفتی تقی عثمانی اور دیگر علماء کی سینکڑوں تالیفات سے ایک ذخیرہ معرض وجود میں آ کر قبولیت عامہ حاصل کیا۔

تحریر و صحافت میں فضلاء مدارس کی سرگرمیاں:

تحریری صلاحیت کا ایک مظہر تو تصنیفات و تالیفات ہیں' جن کا جائزہ اوپر گزرا اور دوسرا تحریری کام صحافت سے متعلق ہوتا ہے' اس میدان میں بھی فضلاء مدارس نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے' شاید بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات حیرت انگیز ہو کہ فضلاء مدارس نے مختلف ادوار میں جو ماہانہ یا پندرہ روزہ رسائل و جرائد اور ہفت روزہ' سہ روزہ یا یومیہ اخبارات نکالے ہیں یا ان کی ادارت کے فرائض انجام دیئے ہیں' مولانا سلمان احمد بجنوری نے ان کی تعداد دو سو سے زائد بتلائی ہے' ان میں سے بعض پرچے ایک عرصے تک آسمان صحافت پر درخشاں رہے اور ان کی ایک بڑی تعداد آج بھی سرگرم عمل ہے۔ (دارالعلوم دیوبند)

شرح خواندگی کے تناسب میں مدارس سرفہرست:

برصغیر میں شرح خواندگی کا تناسب افسوسناک حد تک کم یعنی مردوں میں پچاس اور عورتوں میں چوبیس فیصد ہے' اس تناسب کی بنا پر ہندو پاک کا شمار میدان تعلیم کے لحاظ سے دنیا کے پسماندہ ملکوں میں ہوتا ہے' اتنی کم شرح خواندگی والے خطے کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس کا وجود بہت بڑی نعمت ہے' جو نہ صرف شرح خواندگی کی اس کمی کو کافی حد تک کنٹرول کرنے میں معاون ہے' بلکہ یہ ان بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کا بھی واحد ذریعہ ہے' جن کے والدین عصری درسگاہوں میں ان کے تعلیمی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے' اس طرح مدارس نے حکومت کے ایک ثقیل بوجھ کو بھی ہلکا کر دیا ہے۔

اصلاح معاشرہ مدارس کا نصب العین:

ہر مدرسہ میں یقینی طور پر ایک شعبہ ''اصلاح معاشرہ'' کے لئے ہوتا ہے' چونکہ مدارس کی بنیاد ہی صلاح و تقویٰ پر ہوتی ہے اور اس کے بانیان کے سرشت میں اس طرح کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے' اس لئے مدارس نے ہم وطنوں اور ہم مذہبوں کا یہ حق اپنے تئیں خود لازم کر لیا ہے' جس کے ذریعہ معاشرہ کی برائیاں فضول رسومات اور غیر انسانی اقدار و افکار کے ازالہ کے لئے تحریری و تقریری مساعی جاری و ساری رہتی ہیں' نیز وقتاً فوقتاً خدا رسیدہ علماء ربانیین کے باعظمت' اثر انگیز خطاب سے عوام و خواص کے دلوں میں ایمانی حمیت و جلا پیدا کی جاتی ہے' مدارس

میں تعلیم دینے والے علماء وصلحاء کی تعلیمات کے نتیجہ خیز ہونے کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ: ہزاروں کی تعداد میں مدرسہ کی چہار دیواری میں اقامت پذیر طلباء علوم نبویہ نازیبا حرکات' اخلاق سوز جرائم اور خود کشی جیسے دل سوز واقعات عدم کی حد تک بلکہ اگر ناممکنات میں شمار کیا جائے تو مبالغہ آرائی نہ ہوگی' اس کے برخلاف عصری علوم میں منہمک طلبہ جو بزعم خود مہذب ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں' اس طرح کی حرکات سے ان کی تاریخ داغ دار رہی ہے۔

مغربی تہذیب کی یلغار اور مدارس کا کردار:

کسی بھی قوم کے مذہبی تشخص کو ختم کرنے کے لئے اس پر دو سمتوں سے یلغار کی ضرورت ہوتی ہے: ایک فکری' اعتقادی اور نظریاتی سمت سے' دوسری عملی اور تحریکی زندگی کی جہت سے' ان دونوں محاذوں سے حملہ آور ہوکر' اگر کسی قوم کی نظریاتی و اعتقادی تعمیر گرادی جائے اور عملی زندگی کو مذہبی قیود سے آزاد کردیا جائے تو سمجھئے کہ اس قوم کا مذہب کے حوالے سے تشخص بالکل مٹ جائے گا اور کچھ عرصہ بعد' اس کی حیثیت تاریخ کے ایک قصہ پارینہ سے زیادہ نہیں رہے گی' "مغرب" عالم اسلام پر اس وقت دونوں جہتوں سے حملہ آور اور اسلامی تہذیب کے خرمن کو نذر آتش کرنے کے درپے ہے' چنانچہ اعتقادی فتنوں کے ساتھ ساتھ اباحیت پسندی' جنسی بے راہ روی' فحاشی وعریانی اور مادیت کی یورش' عالم اسلام میں اپنے عروج پر ہے' برصغیر میں دینی مدارس ہی مسلمانوں کی تہذیبی روایات وعقائد کی حفاظت کے امین وقلعے ہیں' جہاں سے طوفان مغرب کی سرکش موجیں ٹکرا ٹکرا کر واپس ہو جاتی ہیں اور بحمد اللہ! اس خطے میں مسلمانوں کا دینی تشخص پورے آب وتاب کے ساتھ قائم ہے۔

مدارس ہرتی ظلمت میں امید کی کرن:

آج ہندوستانی مسلمان اپنی تاریخ کے نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں' ان کی زیست سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے' لیکن اس سے کہیں زیادہ خطرہ' ان کے دین وایمان اور اسلامی تشخص کو ہے' ان حالات میں امید کا سہارا پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے دینی و عربی مدارس ہیں' مدارس ہرتی ظلمت میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور بیابان کی تاریک شب میں قندیل رہنمائی روشن کرتے ہیں' ڈاکٹر یونس بلگرامی لکھتے ہیں کہ: "یہ اسلامی مدارس' جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں اور جہاں نبوت محمدیؐ کی بادیت پر یقین اور زندگی کا نمونہ پایا جاتا ہے' مدرسہ سے بڑھ کر دنیا کا کون سا متحرک ومصروف ادارہ ہے' جس کا سرا نبوت سے ملا ہوا ہے اور جو نبوت کے چشمہ سے پانی لیتا ہے اور زندگی کے کھیتوں کو سیراب کرتا ہے' مدرسہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کی کھیتیاں سوکھی رہ جائیں۔" (الجمعیۃ دینی مدارس نمبر)

مدرسہ ہر قدم پر جائزہ لیتا ہے' نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کرتا ہے' بہکے ہوئے قدموں کو جماتا ہے اور ملت کی دکھتی رگوں پہ ہاتھ رکھتا ہے۔

مدارس اسلامیہ اسلام کی بقا کا ضامن:

اس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس وقت سرزمین ہند میں مدارس اسلامیہ مسلمانوں کے دین وتہذیب کے وجود وبقا کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں' اس وقت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری دنیا میں اگر اسلام کے باقی رہنے کی بظاہر کوئی صورت نظر آرہی ہے تو وہ مدارس اسلامیہ ہی ہیں اور جہاں تک مسلمانوں کے تشخص کا سوال ہے تو مسلم قوم کو اپنا ہر طرح کا تشخص برقرار رکھنے کے لئے اپنے دین و مذہب سے کلی طور پر جڑے رہنا ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی اسلامی طرز فکر کی دانش گاہوں اور تربیت گاہوں سے وابستہ رہنا ہوگا' کیونکہ مسلمانوں کا تشخص مدارس اسلامیہ کے ساتھ ربط باہم رکھنے پر ہی منحصر ہے:

قوم مذہب سے ہے' مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں' محفل انجم بھی نہیں

مدارس اسلامیہ غیروں کی نظر میں:

ہر منصف مزاج نے مدارس کو ملک کی شانتی' امن پسندی اور عدم تشدد کا پیغامبر ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی عالمگیر خدمات بہ نظر تحسین دیکھ کر' اپنے منصفانہ وغیر جانبدارانہ خیالات کا اظہار کیا ہے' چنانچہ ڈاکٹر راجندر پرساد سابق صدر جمہوریہ ہند' سابق وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی' الہ آباد کے سابق جسٹس جناب جگدیش سہائے' ویر بہادر سنگھ سابق وزیر اعلیٰ یوپی' رام نریش نائب وزیر اعلیٰ یوپی یہ وہ سب حضرات ہیں' جنہوں نے بچشم خود دیکھ کر مدارس کی خدمات کو سراہا ہے اور یہ آشکارا کیا ہے کہ: مدارس اسلامیہ امن پسندی کے داعی ومحافظ ہیں' جہاں اخلاقی اقدار کی تعلیم دی جاتی ہے' یہ صرف مسلمانوں ہی کی خدمت نہیں' بلکہ پورے ملک اور دنیا کی خدمت ہے' اسی طرح پندرہ بیس لاکھ انسانوں کے عظیم الشان اجتماع میں مسز اندرا گاندھی نے خطاب کیا' ان کی تقریر بہت صاف اور شستہ اردو میں تھی' انہوں نے ام المدارس دارالعلوم دیوبند کی اسلامی تہذیبی اور قومی وملکی خدمات کا بھرپور الفاظ میں تذکرہ کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ (آئینہ دارالعلوم دیوبند)

لیکن بدقسمتی سے آج انہیں مدارس کے خلاف ناپاک منصوبے اور پروپیگنڈے کئے جارہے ہیں'

بے تحقیق الزام تراشی کے ذریعے ان کو دہشت گردی کا ٹھکانہ قرار دیا جا رہا ہے اور ان کی کردار کشی اور اصل شبیہ بگاڑنے کی مسلسل کوششیں جاری ہیں۔

مدارس اسلامیہ اور حکومت ہند کا رویہ:

دینی مدارس نے ایسا صالح معاشرہ ہمیشہ سے قوم و ملک کو دیا ہے' جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی' ان سب کے باوجود آج دینی مدارس کو ''دہشت گردی'' کا اڈا گردانا جاتا ہے' دینی مدارس کے خلاف مغربی لابیوں اور حکومت کی موجودہ مہم کے پس منظر میں' انسانی حقوق کے تحفظ یا ملک و قوم کے مفادات کا جذبہ کارفرما نہیں' عالمی حالات کے تناظر میں مدارس کے خلاف نئی مہم کا انصاف کے ساتھ جائزہ لینے والا ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ تمام کوششیں دینی مدارس کے اسلامی معاشرے میں موثر کردار کی وجہ سے' ان کی اہمیت و افادیت پر ضرب کاری لگانے اور دینی تعلیم کی طرف لوگوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کو کم کرنے کا ایک مغربی حربہ ہے' کمیونزم کی ناکامی کے بعد مغرب اب عالم اسلام سے مقابلہ کے لئے پر تول رہا ہے' اسلام' زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی مستحکم تعلیمات' اپنی شاندار روایات' صحت مند رجحانات اور اپنی اعلیٰ اخلاقی قدروں کی وجہ سے ''مغرب'' کے لئے اس وقت سب سے بڑا چیلنج اور خطرہ بنا ہوا ہے' مغرب کی پالیسی ساز سوچ' اسلامی تعلیمات کی حفاظت کی بنیادیں تلاش کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچی کہ مسلم معاشرہ کے خشک کھیتوں کو سیراب کرنے والے چشمے ان مدارس سے ہی پھوٹتے ہیں' اسلامی تحریکوں کو ایندھن یہیں سے فراہم ہوتا ہے' اسلامی بنیاد پرستی بھی ان مدارس کی آغوش میں بڑھتی' ترقی کرتی اور پروان چڑھتی ہے' یہی وجہ ہے کہ مدارس اسلامیہ نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے تعلیمی مشاغل میں مصروف ہیں' کاروبار سیاست سے دور ملک کو اچھے بااخلاق شہری مہیا کرنے میں لگے ہوئے ہیں وہ روڈ جام نہیں کرتے' وہ قومی املاک کو نقصان نہیں پہنچاتے' توڑ پھوڑ نہیں کرتے' ان اداروں میں گولیاں نہیں چلتیں' بم نہیں پھٹتے' یہاں انسانیت سکھائی جاتی ہے اور اعلیٰ کریکٹر کے انسان تیار کئے جاتے ہیں۔

ہندوستانی عوام اس سے اچھی طرح باخبر ہیں' اگر کوئی گروہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مذکورہ حقائق پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے تو یہ اس کی کوئی سیاسی ضرورت تو ہوسکتی ہے' مگر اسے قوم و ملک کی خدمت کا نام نہیں دیا جاسکتا' حد تو یہ ہے کہ بعض مسلم دانشوران ہی مدارس کے خلاف حکومت کے معاندانہ رویے میں دوش بدوش ہیں' ان کی کاسہ لیسی میں لگ کر خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سُر میں سُر ملا رہے ہیں۔

روشن خیال دانشوران سے علامہ اقبال کی فریاد:

آج انگلی پر شمار میں لائے جانے والے بعض مسلم روشن خیال دانشوران' مدارس کی خدمات کو نظر انداز کرکے ان کے نظام تعلیم کو نشانہ بناتے رہتے ہیں' جب کہ علامہ اقبال جیسے روشن خیال کی تحریر ان سے فریاد کررہی ہے کہ: ''ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو' غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو' اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں' اگر ہندوستانی مسلمان' ان مدارس کے اثر سے محروم ہوگئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح ''اندلس'' میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے باوجود آج ''غرناطہ'' اور ''قرطبہ'' کے کھنڈرات اور ''الحمرا'' کے نشانات کے سوا اسلام کے پیرؤوں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا' ہندوستان میں بھی ''آگرہ'' کے ''تاج محل'' اور دلی کے ''لال قلعہ'' کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔'' (خون بہا از حکیم احمد شجاع)

مدارس اسلامیہ امن عامہ کا پُرزور داعی اور محافظ:

دینی تعلیم کے مدارس' جو ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں' ان کے قیام کا بنیادی مقصد' علم دین کی تعلیم' اس کی ترویج و اشاعت اور تزکیہ نفس و تربیت اخلاق ہے' اس کے ساتھ ان مدارس میں احترام آدمیت اکرام انسانیت' مثالی اخلاق' حق نوازی' رواداری اور حب الوطنی کا درس دیا جاتا ہے' ان مدارس کے نصاب میں کوئی ایسا مضمون نہیں ہے' جس سے نفرت و عداوت کی بو آتی ہو یا دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہو' بلکہ اس نصاب تعلیم کو پڑھ کر جو علماء تیار ہوتے ہیں' وہ علوم شریعت کے ماہر' امور شریعت کے واقف کار' امن و انسان دوستی کے علمبردار' حب الوطنی کے جذبات سے سرشار اور ملکی و وطنی عظمت کے پاسدار ہوتے ہیں' اس لئے یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ آزاد ہندوستان کے موجودہ ماحول میں اگر ملک کو کوئی تعلیمی ادارہ اچھا انسان فراہم کرتا ہے تو وہ ہمارے ملک کے مدارس ہیں' کیونکہ ان مدارس کے فاضلین میں اتحاد و اتفاق' انسانیت نوازی' باہمی تعاون اور بقاء باہم کا ذوق و مزاج راسخ کردیا جاتا ہے' اس کے نتیجے میں ان کے اندر ایثار و ہمدردی' اخوت و محبت اور سخاوت و شجاعت جیسے مکارم اخلاق پیدا ہوجاتے ہیں اور وہ

ایک ایسی معتدل نفسیاتی کیفیت سے آشنا ہو جاتے ہیں جو نہ کمتری کے احساس سے بوجھل ہوتی ہے اور نہ برتری کے احساس میں مبتلا ہوتی ہے' بلکہ جس میں خود اعتمادی اور منکسر المزاجی' بہادری و خوش اخلاقی' شفقت و ترحم اور عزم و استقلال دونوں قسم کی کیفیتوں کا متناسب امتزاج ہوتا ہے' اس لئے ان مدارس پر حملوں سے' اس کی کردار کشی سے صرف مسلمانوں کو نہیں' بلکہ ملک کے مفاد کو زبردست نقصان پہنچے گا۔

حرف آخر:

یہ تھی مدارس اسلامیہ کی اجمالی خدمات کا مختصر جائزہ اور ان کی سرگرمیوں کی ادنیٰ جھلک' جو موجودہ حالات کے پیش نظر سنجیدہ و سلیم الطبع اور حق پسند ہم وطنوں کے لئے لکھی گئی ہے اور جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ مذکورہ باتیں ایک غیر جانبدار آدمی کو مطمئن کرنے' غلط فہمیاں دور کرنے اور شب دیجور اور صبح پرنور کے درمیان فرق کرنے کے لئے کافی ہیں' ورنہ ''نہ بیند ہنر' دیدۂ عیب جوئے'' کے مطابق' عیب کی متلاشی نظروں کو' خوبی بھی عیب ہی دکھائی دیتی ہے' بقول شیخ سعدی:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ضد اور عناد جن کا شیوہ اور بدگمانی ہی جن کا عقیدہ ہو' ایسے دائم المرض روگیوں کے لئے آج تک کوئی دوا کارگر نہ ہوسکی' ان کے لئے تو ہم باری تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحیح سمجھ عطا کرے تاکہ وہ مدارس اسلامیہ کی ناقابل فراموش خدمات کو فراموش نہ کرکے اپنی سلامت روی کا ثبوت دیں۔ واللہ ھو الموفق۔

☆☆..........☆☆

عشق محمد ﷺ

مولانا مفتی نسیم احمد فریدی رحمۃ اللہ علیہ

جو کوئی عشق محمد ﷺ میں فنا ہوتا ہے — صاحب دولت جاوید و بقا ہوتا ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے نگاہ حق بیں — عاشق صاحب لولاک لما ہوتا ہے
جس کو کچھ نور بصیرت سے ملا ہے حصہ — مدنی چاند کے جلووں پہ فدا ہوتا ہے
مدعی شق قمر کا جو ہے منکر تو رہے — چاند پر خاک اگر ڈالیں تو کیا ہوتا ہے
یاد جب ان کے مصائب کی کبھی آتی ہے — درد تعظیم کو پہلو میں کھڑا ہوتا ہے
میرا آقا کبھی کرتا ہے زرہ زیب جسد — کبھی تنہائی میں مشغول دعا ہوتا ہے
حرم پاک میں آتا ہے کبھی بن کے خطیب — کبھی میدان میں سرگرم وغا ہوتا ہے
رہ نورد رہ طیبہ ہے حقیقت میں غنی — ظاہراً گرچہ وہ بے برگ و نوا ہوتا ہے
اے خوشا موت جو طیبہ میں کسی کو آئے — یوں تو دنیا میں جو آتا ہے فنا ہوتا ہے
شکوۂ تنگی داماں کرے کس واسطے وہ — جب بھکاری کا بلا مانگے بھلا ہوتا ہے

اے فریدی ہے حدیث نبویؐ میں وہ کیف
شجر علم و عمل جس سے ہرا ہوتا ہے

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے؟

بہزاد لکھنوی

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے' قلب حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا' جاں وہیں رہ گئی' ہر تمنا بھی دل کی وہیں رہ گئی
یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام و سحر' وہ سکون دل و جان و روح و نظر
یہ انہیں کا کام ہے انہیں کی عطا ایک کیفیت دل نشیں رہ گئی
اللہ اللہ وہاں کا درود و سلام' اللہ اللہ وہاں کا سجود و قیام
اللہ اللہ وہاں کا وہ کیف دوام وہ صلوٰۃ سکوں آفریں رہ گئی
جس جگہ سجدہ ریزی کی لذت ملی' جس جگہ ہر قدم ان کی رحمت ملی
جس جگہ نور رہتا ہے شام و سحر' وہ فلک رہ گیا وہ زمیں رہ گئی
پڑھ کر نصر من اللہ و فتح قریب' جب ہوئے ہم رواں سوئے کوئے حبیب
برکتیں رحمتیں ساتھ چلنے لگیں' بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی
زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر' کاش بہزاد آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر یہ تمنائے قلب حزیں رہ گئی

پانچویں قسط

مجدد کی شناخت

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

۳:......عبداللطیف گناچوریہ کی نبوت:

"چونکہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اپنا نبی، رسول اور امام مہدی بنا کر مبعوث کیا ہے، لیکن میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے اور ان کی جماعت نے میرے دعاوی قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دے گا۔" (عبداللطیف خدا کا نبی اور رسول، گناچور ضلع جالندھر مورخہ ۵/ مارچ ۱۹۳۰ء)

۵:...... چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت:

"چونکہ اس شخص (چراغ الدین) نے اپنے اشتہارات میں یہ لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم...... یہ کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں، کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے، گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے...... نفس امارہ کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے، پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے...... ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔" (المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیان ۲۳/ اپریل ۱۹۰۲ء دافع البلاء ص:۱۹، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۳۹تا۲۴۲)

۵:......غلام محمد لاہوری کی نبوت:

"جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل خاموش، گمشدہ، معمولی اور بے علم ہوتے ہیں، ایسا ہی میرا حال تھا...... لیکن لیلۃ القدر کی مشہور رات کے بعد میں بڑے شور و غل کے ساتھ غار حرا سے باہر نکل آیا، جس کی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی، ایک ہی رات میں عالم بھی ہو گیا، مصنف بھی، امام بھی ہو گیا اور مصلح موعود بھی۔"

خلیفہ قادیان کے نام مخصوص آسمانی چٹھی:

"آپ کو معلوم ہو گا کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت میں آسمانی بابرکت مصلح موعود قدرت ثانی کی آسمانی خلافت کا دعویٰ ہے لیکن آپ نے مجھے کوئی معمولی انسان سمجھ کر تکبر سے منہ پھیر لیا، اس طرح آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا بلکہ اپنے محسن باپ کو ٹھکرایا جس کی شاہی گدی پر بیٹھ کر آپ ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں...... میری طرف سے اس لاپرواہی کی سزا میں سردست آپ کو ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جا رہا ہے...... میری اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے سارے کاروبار کو ٹھنڈا کر دیا جائے گا۔" (ص:۷، رسالہ نمبر ہشتم منجانب شیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند ارجمند مسیح موعود سابق ممبر مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگز لاہور)

۶:......عبداللہ تماپوری کی نبوت:

"اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے، بائیس سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ خاکسار خدا سے وحی پا کر اس کام کو سرانجام دے رہا ہے۔" (ام العرفان ص:۹، مصنفہ عبداللہ تماپوری قادیانی)

۷:......صدیق دیندار چن بشویشور کی نبوت:

"اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا ہو...... اللہ جل شانہ نے اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتداء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کیا ہے۔"

"حضرت مرزا صاحب نے ۸/ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ ایک مامور عنقریب پیدا ہونے والا ہے، ذوروح حق سے بولے گا اور اس کا نزول گویا خدا کا نزول

ہے' مرزا صاحب نے فقیر کی تاریخ پیدائش
۱۸۸۶ء بتائی تھی' ان بشارتوں کے مطابق
میری پیدائش ۷/جون ۱۸۸۶ء ہے۔"

"اب حق آ گیا' اسی کی طرف
حضرت صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب
تک روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ
ہو تم سب مل کر کام کرو' بعدہ اس کی اتباع
کرنا اسی میں نجات ہے...... میری اس
ماموریت کے انکار کی صورت میں ایک
سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ موعود نہیں ہوں تو
اور کون ہے؟" (خادم خاتم النبیین ص:۹'
۷ امصنفہ صدیق دیندار چن بشویشور)

ناظرین! یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا روحانی فیض کہ متعدد اشخاص نے ان کی بیعت میں داخل ہو کر نبوت کا درجہ حاصل کر لیا اور وحی والہام سے سرفراز ہو گئے' مجھے ان لوگوں کے اس رتبہ پر شک نہیں' ہاں! ایک افسوس ضرور ہے:

ہم جو چپ ہوں تو سڑی کہلائیں
شیخ چپ ہوں تو توکل ٹھہرے

مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کریں تو صادق' لیکن احمد نور کابلی' یار محمد' عبداللطیف گنا چوری' چراغ دین' جموی' شیخ غلام احمد لاہوری' عبداللہ تیماپوری' صدیق دیندار' مرزا صاحب کے متبع ان سے محبت کرنے والے اگر مدعی نبوت ہوں تو کاذب' مفتری اور مخبوط الحواس قرار پائیں:

"بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است"

جب بقول خلیفہ صاحب قادیان (میاں محمود) نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کے بعد بھی ہزاروں نبی پیدا ہوں گے تو جس طرح مرزا قادیانی کذب ذاتی اور آنحضرت ﷺ کی مہر سے نبی بن گئے اسی طرح اور لوگ بھی نبی بن سکتے ہیں؟ مسلمانوں کو میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ازراہ ہمدردی یہ سمجھایا کرتے ہیں کہ نبوت ایک رحمت ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا' پس جب آنحضرت ﷺ نبی گر ہیں تو ان کی اتباع سے جس طرح مرزا قادیانی نبی بن گئے اگر یہ لوگ بھی نبوت کے مرتبہ تک پہنچ گئے تو کیا قیامت لازم آ گئی؟ اور اگر مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مرزا قادیانی خاتم النبیین ہیں؟ اس صورت میں مرزا قادیانی مورد اعتراض قرار پاتے ہیں کہ انہوں نے فیض نبوت کو ہمیشہ کے لئے امت پر بند کر دیا اور اگر فیضان نبوت کا بند ہو جانا موجب نقصان نہیں تو پھر آنحضرت ﷺ ہی کو خاتم النبیین کیوں تسلیم کر لیا جائے تاکہ بیسویں صدی کے تمام مدعیان نبوت کی ترکی خود بخود ختم ہو جائے۔

آخر میں ایک سوال قادیانی جماعت سے اور کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب مولوی یار محمد سید احمد نور' شیخ غلام محمد اور مولوی عبداللہ تیماپوری نبوت کا دعویٰ کریں تو آپ حضرات ان لوگوں کو مجنوں' فاتر العقل' مخبوط الحواس اور غلطی خوردہ قرار دیں' حالانکہ یہ لوگ آپ کے اصول کی رو سے بالکل راہ راست پر ہیں' لیکن جب مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کی وجہ سے اسی خانہ میں رکھتے ہیں' جس میں آپ نے ان تمام مدعیان نبوت کو رکھا ہے تو آپ لوگ ناراض ہو جاتے ہیں' یہ راز آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

باب نبوت کھلا ہوا ہے یا بند ہے' تیسری کوئی صورت نہیں' اگر نبوت و رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی تو پھر معاملہ بالکل صاف ہے' آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کاذب ہے' خواہ وہ غلام محمد ہو یا غلام احمد اور اگر نبوت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے تو پھر جس منہاج پر آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو پرکھا ہے' اسی منہاج پر شیخ غلام محمد لاہوری مصلح موعود کو پرکھ لیجئے' آخر یہ امتیاز بین الانبیاء کیسا؟

جس زمانہ میں شیخ غلام محمد لاہوری نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا لاہوری جماعت کے اکثر اکابر کی رائے یہی تھی کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے' مولوی یار محمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اکابر قادیان نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے' پس جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تھا اگر اس وقت اکابر ملت اسلامیہ نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ مدعی نبوت کے دماغ میں خلل ہے تو آپ لوگ کیوں چیں بجبیں ہوئے تھے؟

قادیانی حضرات مجھے معاف کریں' نبوت کا دروازہ تو سب سے پہلے مرزا قادیانی نے کھولا' پھر اگر ان کے متبعین نے ان کے نقش قدم پر چل کر وہی مقام حاصل کر لیا جس کے وہ خود مدعی تھے تو اس میں کیا قیامت لازم آ گئی؟

اب میں مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء کی تحریرات پیش کر کے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان تحریروں کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آیا ان کی موجودگی میں کسی قادیانی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مدعیان نبوت کو مخبوط الحواس اور فاتر الحواس اور فاتر العقل قرار دے:

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا' یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی' اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا' یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔" (حقیقت الوحی ص:۹۶' خزائن ج:۲۲ص:۱۰۰ حاشیہ)

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

قانون توہین رسالتؐ میں ترمیم برداشت نہیں کی جائے گی' ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو تباہ کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رہے گی: علماء کرام

ان خیالات کا اظہار ملک کے ممتاز علماء کرام نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے افتتاحی اجلاس مرکزی جامع مسجد میں خطاب کے دوران کیا' کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' خطیب العصر مولانا عبدالکریم ندیم' مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' خطیب مہران مولانا محمد حسین ناصر' مفتی محمد احمد نائب خطیب قندھاری مسجد' صوبائی امیر مولانا عبدالواحد' مولانا انوار الحق حقانی' مولانا قاری عبداللہ منیر' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا قاری محمد حنیف' مولانا محمد یوسف نقشبندی جلال پوری اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حالات میں قادیانیوں کی یہ کوشش ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا جائے' وہ دل سے اس بات کے خواہاں اور اس کو عملی شکل دینے کے لئے کوشاں ہیں کہ مسلمانوں پر عائد کئے گئے دہشت گردی کے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سچ ثابت ہو جائیں' مساجد ومدارس کو دہشت گردی اور شدت پسندی کا اڈا ثابت کر دیا جائے' مسلم تنظیموں پر پابندیاں عائد کر دی جائیں اور قادیانیوں کو کھل کر کھیلنے اور ''جدید اسلام'' کے نام پر انہیں دنیا کو گمراہ کرنے کا موقع مل جائے' اس مقصد کے حصول کے لئے وہ جائز وناجائز تمام ذرائع استعمال کر رہے ہیں' اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کے ذریعہ اپنی غلط سوچ کو دنیا کے سامنے درست ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے باطل افکار ونظریات کی ترویج واشاعت کی کھلی چھٹی چاہتے ہیں' لیکن نتیجہ اس کے قطعی برعکس نکل رہا ہے دنیا بھر میں قادیانیت ایک گالی بن چکی ہے' یہی وجہ ہے کہ قادیانی سرگرمیاں روز بروز محدود ہوتی چلی جارہی ہیں اور ان کے بلند وبانگ دعوؤں کا گراف تیزی سے نیچے آتا جارہا ہے' دنیا قادیانیت کو اسلام باور کرنے سے انکار کر چکی ہے' مسلم ممالک قادیانیت کو ایک اسلام دشمن تحریک خیال کرتے ہیں' اسلام دشمن ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے قادیانیوں کے روابط کا پردہ چاک ہو چکا ہے' انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دینا جہاں مسلم عوام' علماء کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے' وہاں حکومت بھی اس سے بری الذمہ نہیں حکومت پر سب سے بڑھ کر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمن قادیانی ٹولے کی سرگرمیوں کا مکمل سدباب کرے' حکومت کو چاہئے وہ کسی قیمت پر قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے کی اجازت نہ دے' انہیں ملک کے خلاف غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا کرنے سے روکے' پاکستانی سفارت خانے امریکا' برطانیہ' کینیڈا' جرمنی اور دیگر مغربی ممالک میں قادیانیوں کی پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی رپورٹس اور ان کی بنیاد پر سیاسی پناہ کے حصول کی قادیانی کوششوں کا سفارتی سطح پر سدباب کریں' پاکستانی سفارت خانوں کو چاہئے کہ وہ ان مغربی ممالک کی حکومتوں پر اصل صورتحال واضح کریں اور یہ بتائیں کہ قادیانیوں کے تمام تر دعوے محض ڈھکوسلا ہیں' جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں' خطیب العصر مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے مخصوص انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی میں ایم پی جھنڈارا کی طرف سے قانون توہین رسالتؐ میں ترمیم کے بل کو ایجنڈے پر لانا بھی آئین سے متصادم رویہ ہے' کیونکہ یہ ملک اسلام کے نفاذ کے نام پر بنا تھا اور قرارداد مقاصد آئین کا حصہ بن چکی ہے' جس کے مطابق خلاف شریعت آئین سازی کی ممانعت کی گئی ہے اور طے ہو گیا ہے کہ اسلام کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جاسکتا' انہوں نے بل کی مخالفت کرنے والے اراکین اسمبلی کے کردار کو سراہا اور متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں مولانا فضل الرحمٰن' قاضی حسین احمد سمیت ۱۳۱ اراکین اسمبلی جنہوں نے مرتد کی سزائے موت کا بل ایوان میں پیش کیا ہے کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے اسلام کے نفاذ' فتنہ ارتداد وقادیانیت کی اسلام اور وطن کے خلاف ریشہ دوانیوں کے سدباب کے لئے سرگرم کردار اور مثبت کوشش سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی

کونسل ایک طویل عرصہ قبل ارتداد کی شرعی سزا کے نفاذ کی سفارش کر چکی ہے اور یہ اسلامیان پاکستان کے متفقہ عقیدے اور فکر ونظر کی ترجمان ہے' انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلامی قوانین واحکام کے عملی نفاذ کی مخلصانہ جدوجہد کرنے والوں کی تائید و حمایت کرے گی اور ملک کے اسلامی ونظریاتی تشخص کو تباہ کرنے والوں کے خلاف ہر ممکن جدوجہد جاری رہے گی۔ مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں قادیانی آئین سے بغاوت پر مبنی طرز عمل اور اشتعال انگیز کارروائیوں کے فروغ کا سبب بن رہے ہیں' قادیانی آئین میں طے شدہ اپنی آئینی واسلامی حیثیت کو عملاً تسلیم کرنے سے گریزاں ہیں اور مختلف بہانوں سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں مساجد کی شکل سے مشابہ قادیانی عبادت گاہیں' اسلامی علامات و شعائر کا بے دریغ استعمال' رائے شماری اور ووٹر لسٹوں میں بطور غیر مسلم اپنا اندراج نہ کروانا' اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور پوری دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو کافر کہنا ایسی باتیں ہیں جو قادیانی عقیدے کا حصہ ہیں اور وہ انفرادی واجتماعی سطح پر اس کا مسلسل عملی اظہار بھی کر رہے ہیں' انہوں نے کہا کہ مسلمان سیرت طیبہؐ پر عمل پیرا ہو کر ہی کامیاب و کامران ہو سکتے ہیں' ہماری تمام تر زبوں حالی کی بنیادی وجہ قرآن وسنت سے انحراف ہے' ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کی وحدت کا مرکز ہے' انہوں نے کہا کہ فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے صحابہ کرامؓ سے لے کر تحریک ختم نبوت کے شہداء ومجاہدین تک نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں' انہوں نے علماء کرام اور دینی رہنماؤں پر زور دیا کہ وہ فتنہ قادیانیت کی تباہ کاریوں سے امت کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کا خون بے گنا ہے اور ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم استعمار اور اس کے حاشیہ برداروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں' انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کو پروان چڑھانے والے اور خون کی قربانی دینے والے تاریخ میں امر ہو گئے جب کہ اس وقت تحریک کو ریاستی قوت و تشدد سے کچلنے والے حکمران ذلیل ورسوا ہوئے' انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے شہداء کے مقدس خون کے صدقے ۱۹۷۴ء میں لاہوری' قادیانی' مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت ایکٹ نافذ ہوا جب کہ موجودہ حکمران قانون تحفظ ناموس رسالتؐ اور قانون تحفظ ختم نبوت کو غیر موثر اور ختم کرنے کی خوفناک سازشوں میں مصروف ہیں اور سرکاری لیگ کے سیکریٹری جنرل مشاہد حسین اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں' لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ حکومت کی دین دشمنی اور قادیانیت نوازی ہی اس کے زوال کا حقیقی سبب بنے گی' انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے ایمان کا مسئلہ ہے' اس مسئلہ پر غداری کرنے والے حکمران ہوں یا لادین سیاست دان دنیا وآخرت میں رسوا ہوں گے اور ایسے قوانین کو ختم کرنے والے خود ختم ہونے کی طرف بڑھ رہے ہیں' کانفرنس کے اختتام پر مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ملک میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرتے ہوئے ارتداد کی شرعی سزا نافذ کرے تاکہ ملک کا اسلامی نظریاتی تشخص برقرار رہے دوسری قرارداد میں کہا گیا کہ یہ اجتماع اس امر کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مختلف ٹی وی چینلز پر دین سے بیزار سیکولر اور نام نہاد روشن خیال افراد کو پیش کیا جاتا ہے' جو ٹیلی ویژن کی اسکرین پر جلوہ افروز ہو کر اپنے تجدد پسندانہ افکار نئی نسل میں اسلام کے بنیادی اصولوں اور عقائد سے انحراف وبرگشتگی کا سبب بن رہے ہیں' ان میں ایک جاوید احمد غامدی ہیں' جن کے خیالات کو علماء نے اجماع امت سے متصادم قرار دیا ہے' اس لئے حکومت ایسے پروگراموں پر پابندی عائد کرے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی ختم کی جائے۔ ایک قرارداد میں متحدہ مجلس عمل اور ملک کی تمام دینی وسیاسی قوتوں سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ آئین کی اسلامی دفعات کے تحفظ کے لئے بھی اپنا کردار ادا کریں اور تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالتؐ سمیت قوانین کو بچانے کے لئے جدوجہد کو بھی اپنی ترجیحات کا باضابطہ حصہ بنائیں' کانفرنس کی صدارت صوبائی امیر مولانا عبدالواحد اور مولانا انوار الحق حقانی نے کی' جبکہ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض قاری عبداللہ منیر' قاری عبدالرحیم رحیمی اور مولانا محمد یوسف نقشبندی جلال پوری نے انجام دیئے۔ ممتاز قاری محمد ابراہیم کاسی نے تلاوت قرآن پاک کی جبکہ انقلابی شاعر محمد سلیم مہر نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔

قادیانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں!

بھیڑیوں کی جماعت:

''بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵'۳۹۶ ج ۶)

قادیانی جماعت‘ قادیانی قیادت کی نظر میں

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اخلاص کے اعلیٰ ترین معیار کے حامل ہوتے ہیں‘ اس لئے ان کے متبعین پر بھی اس کے اثرات پڑتے ہیں اور وہ بھی مخلص ہوتے ہیں‘ اس کے برعکس جھوٹے مدعیان نبوت چونکہ ذاتی مفادات اور شخصی اغراض سے پُر ہوکر شیطان کے ایما پر اپنی جماعتوں کی بنیاد رکھتے ہیں‘ اس لئے ان کے پیروکاروں میں بھی اخلاص و اخلاق کی کوئی رمق نہیں پائی جاتی۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا‘ جس نے اپنے مفادات کی خاطر انگریزوں کے ایما پر قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی‘ لیکن اپنے قیام سے لے کر آج تک قادیانی جماعت کا اخلاق و کردار جیسا رہا ہے اور جن القابات سے اسے پکارا گیا ہے‘ اس پر کچھ روشنی ڈالنے کے لئے قادیانی جماعت کے بعض قائدین کی چند تحریرات ان کے نام کی صراحت کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں‘ جن کا مطالعہ انشاء اللہ خود قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا‘ ملاحظہ فرمایئے:

قادیانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں

کج دل جماعت:

’’میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ اور یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج ا روحانی خزائن ص۳۹۵‘۳۹۶ ج۶)

درندوں سے بدتر جماعت:

’’بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے‘ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اس کو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا کردیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے‘ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵‘۳۹۶ ج۶)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت:

’’اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اول روحانی خزائن ص۳۹۵‘۳۹۶ ج۶)

مخنثوں کی جماعت:

’’اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہوجائیں تو میں قسم کھاکر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیرخواہ ہوجائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہوجائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کرلیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہوجائے گی‘ اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہوکر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہوجاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا صاحب کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔ مرتب)۔‘‘

(’’حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست‘‘ از مرزا غلام احمد قادیانی مجموعہ اشتہارات ص۱۴۴ جلد۳)

سفلی اور خودغرض جماعت:

’’بعض حضرات جماعت...... انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ تا ۴۴۳ ج ا روحانی خزائن ص۳۹۵‘۳۹۶ ج۶)

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

بمقام **جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر**

کورس ردِ قادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

خواجہ خان محمد — نفیس الحسینی شاہ

بتاریخ

۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ

18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردِ قادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیرِ اہتمام

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: 047-6212611